Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اردو رسالہ

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے ہندوستان سے باہر ساڑھے تین روپے

مستحق طلباء اور غریب احمدیوں سے سالانہ دو روپے

نمبر (۱) جنوری سنہ ۱۹۲۸ء رجب المرجب سنہ ۱۳۴۶ھ جلد ۲۷

فہرست مضامین

جمع قرآن	۱ - ۲	مولانا مطیع الرحمٰن صاحب ایم - اے
اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے	۷ - ۱۱	ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز صاحب اسسٹنٹ سرجن
احمدیت خدمت اسلام ہے	۱۲ - ۱۷	ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب ایم بی بی ایس (یوگنڈا)
توحید باری تعالیٰ	۱۷ - ۲۳	مولوی محمد یعقوب صاحب قادیان
ثبوت قیامت	۲۴ - ۲۵	حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی
لفظ خاتم اور خاتم النبیین	۲۶ - ۲۹	مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیان
قرآن مجید کسی کو غیر مسلم ہونے کی وجہ سے قتل کر دینے کی اجازت نہیں دیتا	۳۰ - ۳۷	مولانا شیر علی صاحب بی - اے
مسلمانوں کا اہم فرض سائمن کمیشن کے متعلق	۳۷ - ۴۸	حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوّتِ انسانی کی بہترین دوا

حلوائے مشکی

اگر دل بیمار نہ ہو۔ بلکہ صحیح اور طاقتور ہو، تو انسان تندرست ہو گا۔ دل کا فساد، تمام جسمانی فساد کا سرچشمہ ہے اور دل کی اصلاح سب کچھ درست کر دیتی ہے۔

یہ حلوا دل کی اصلاح کر کے دل کی ہر ایک کمزوری کو دور کر دیتا ہے اور دل کو طاقتور کر دیتا ہے

اس کے ساتھ

دماغ کی قوتوں کی حفاظت کرنا اور دماغ کی کمزوری کو زائل اس کا خاص کرشمہ ہے۔

اگر دماغ درست حالت میں ہے تو دین و دنیا کی کامیابی کی راہیں کھلی ہوئی ہیں اور یہ دوا دماغ کو طاقتور شگفتہ اور تازہ کر دیتی ہے۔

مضبوط جگر اور قوی گردے جسمانی مشینری کے ایسے اجزاء ہیں جنکی درستی پر بقائے صحت موقوف ہے۔ اچھا خون پیدا ہو، زیادہ مقدار میں پیدا ہو، یہ جگر اور گردوں کے افعال کی باقاعدگی پر موقوف ہے۔ خصوصاً قوّتِ مردمی! جبتک کہ دل۔ دماغ اور جگر اور گردے قوی نہ ہوں اور اپنے طبعی افعال کو درست طریقہ سے نہ کرتے ہوں۔ صحیح اور اصلی حالت میں رہ نہیں سکتی۔

لیکن

یہ دوا ہے، جو اِن اعضائے رئیسہ کی کمزوریوں کی جگہ، ایک نئی قوّت مہیا کرتی ہے۔ اس لئے "قوت مردمی" کی بہترین دوا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ دل۔ دماغ اور جگر اور گردوں کو اسقدر قوی کرتی ہے۔ کہ اصلی تندرستی کا نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اور کمزور انسان۔ پشیمان اور مایوس انسان اسکے استعمال کے بعد ایک ایسی خوشی اور کامیابی محسوس کرتے ہیں۔ جس کا بیان الفاظ کے ذریعہ سے دشوار ہے۔

سُرمہ کا سب سے اعلیٰ اور نفیس تحفہ ہے

قیمت فی تولہ ڈھائی آنے۔ بیس تولہ دو روپے بارہ آنے۔ ایک سیر (۸۰ تولہ) دس روپے چودہ آنے۔

ملنے کا پتہ:۔ حافظ محمد یعقوب انصاری۔ گنگوہ (سہارنپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

اُردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

کی

چھبیسویں ۲۶ جلد کے مضامین

کی

فہرست

بابت ۱۹۲۷ء

ایڈیٹر:۔ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

ضیاءالاسلام پریس قادیان میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر قادیان سے شائع کیا ہے

قیمت [illegible] روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی تائید میں

لباس کا انسان کی صحت و اخلاق پر اثر ۹/۱۴ و ۶۱/۶۶ و ۹۳/۱۰۲

اسوۂ سید الانام بجواب محمد صاحب بانی اسلام ۳۰/۳۴ و ۴۷/۶۱ و ۱۱۰/۱۱۷ و ۱۴۸/۱۵۴ و ۳۰۷/۳۱۲ و ۳۵۰/۳۵۴ و ۳۸۲/۳۹۰ و ۴۰۴/۴۱۱ و ۴۵۷/۴۶۳

ہندوستان میں مذہب اسلام کیونکر پھیلا ۷۱/۷۲

سن رائز کے اغراض و مقاصد ۸۲/۹۲

سوال و جواب ۱۱۷/۱۲۹ و ۱۴۵/۱۴۷ و ۲۰۷/۲۰۹ و ۲۵۷/۲۶۰ و ۲۸۹/۲۹۱

اسلامی پردہ ۱۲۰

ایران میں اشاعت اسلام جبر سے نہیں ہوئی پروفیسر آرنلڈ کی گواہی ۱۵۷/۱۶۰

ہندوستان پر مسلمانوں کا اثر ۱۹۳/۱۹۹

آپ اسلام اور مسلمانوں کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟ ۲۰۹/۲۱۴

انفاق فی سبیل اللہ ۲۲۷/۲۳۶

احمدیت کی تائید میں

دانشمندِ مشرق و مغرب میں ۱/۸ و ۴۷/۵۵ و ۸۱/۸۷ و ۱۲۱/۱۳۰ و ۲۰۱/۲۰۴ و ۲۷۹/۲۸۱

امام ابو حنیفہؒ اور رسالہ فقہ اکبر ۷۷/۸۰

تین آیتوں کی تفسیر سات آیتوں سے ۱۳۰/۱۳۴

مسیح موعودؑ کی دو زرد چادروں کی حقیقت ۱۶۱/۱۹۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شمہ از حدیث بخارا ۲۷۱/۲۷۲
حرمت و حلت تصاویر پر نظر ۳۱۳/۳۱۸
عذاب جہنم غیر منقطع نہیں ہے ۳۲۱/۳۲۸
بعض سوالات کے جوابات، مسئلہ ختم نبوت ۴۰۱/۴۰۳
الغیب ۴۴۱/۴۴۶

احمدیت کے مخالفین کے جواب

یحمدك الله پر اعتراض ۲۷/۲۹
احادیث دجّال پر ایک محقّق کی تنقید ۱۴۰/۱۴۴
مباحثہ دمشق، مسیح صلیب پر مرا یا نہیں ۲۴۸/۲۵۷ و ۴۱۷/۴۲۹

عیسائیوں کے متعلّق

موجودہ بائیبل محرف ہے، ۱۷/۲۴ و ۵۵/۶۰ و ۱۰۳/۱۰۹ و ۱۳۴/۱۳۹
مختلف نوٹ متعلق عیسائیت ۴۱/۴۷ و ۳۹۸/۴۰۰ و ۴۷۳/۴۸۰
انجیل اور قرآن مجید کی تعلیم کا مقابلہ ۲۰۴/۲۰۶
کیا بنو اسمٰعیل براہیمی وعدوں میں شریک نہیں؟ ۴۳۲/۴۴۰

ہندوؤں اور آریوں کے متعلّق

ایشوری گیان یا الہامی کتاب ۲۱۷/۲۲۷
حضرت اورنگ زیب کی کمال رواداری ۲۷۳/۲۷۸
کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا ۲۹۸/۳۰۲
الہام یا آکاش بانی ۳۳۹/۳۴۵
پیدائش عالم پر آرین سوالات کے اسلامی جوابات ۳۵۴/۳۵۷ و ۳۷۹/۳۸۲ و ۴۱۲/۴۱۷
فیصلہ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض دفعہ ۱۵۳ کے متعلق ۳۵۸/۳۶۱

شیعوں اور بہائیوں کے متعلّق

احادیث ائمہ اہل بیت اطہار میں اختلافات کی بھرمار ۳۶/۴۰
بہائیوں کے ارتداد اور فسخ نکاح کا تعلّق ۲۸۱/۲۸۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہائی فرقے کی موجودہ وآئیندہ روش سے انکے مذہب کا ابطال ۲۸۳–۲۸۹

کیا دورۂ نبوّت ختم ہو گیا ۴۴۶

فتنہ شیراز سے آئیگا ۴۴۸

شذرات۔ مقتبسات۔ متفرقات

مایقال لک۔ دجّال عراق احمدیہ مسجد لنڈن ۱۴–۱۶

مسیحی رواداری ۳۴–۳۵

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی چٹھی بنام حضور ویسرائے ہند پر ریویو ۷۳

دنیا کی مذہبی مردم شماری ۸۰

۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ کی تحریک ۲۰۰

اہل قبلہ اپنے حریفوں کے خیالات پر غور کریں ۲۱۵

صرف مذہب اِسلام ہی بغیر شمشیر کے پھیلا ۲۱۶

تواریخی شذرات ۲۳۶–۲۴۱

سِل کی بیماری ۲۴۴–۲۴۷

وقت کی ضرورت ۳۰۲

کلمہ گوؤں میں اشتراک عمل کی تجویز مسلمانان روس ۳۱۹–۳۲۰

مسلمان کیونکر ترقی کرسکتے ہیں ۳۹۶–۳۹۷

وِنڈیکیشن آف عالمگیر ۴۶۳–۴۷۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

جمع قرآن

(۱) اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ۔

یہ ثابت کرنیکے بعد کہ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مرتب ہوگیا تھا اس حصۂ مضمون میں ہم تاریخ قرآن کے اہم ترین مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ وباللّٰہ التوفیق۔

میرے نزدیک جمع قرآن کا مسئلہ نہایت اہم اور قابلِ توجہ ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ پر نہ صرف دشمنانِ اسلام نے ہی اعتراضوں کی بوچھاڑ ڈالی ہے اور نہ صرف عامۃ المسلمین میں ہی فاش غلطی پھیلی ہوئی ہے۔ بلکہ ائمہ اور علماء کو بھی اسمیں سخت غلطی لگی ہوئی ہے۔ اور ذی علم اصحاب بھی حقیقت سے دور ہیں۔ عوام الناس میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا ترتیب شدہ اور جمع کردہ قرآن ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اور بعض علماء یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے جمع کیا تھا۔

آگے چلکر ہم یہ واضح کرینگے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے قرآن کریم جمع کرنے سے کیا مراد ہے اور یہ خیال کہاں تک حقیقت پر مبنی ہے اسجگہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی حینِ حیات میں قرآن کریم جمع ہوا تھا یا کہ نہیں۔ قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ہم قرآن کریم کو جمع کرینگے۔ قرآن کریم کے جمع کرنیکا اور پڑھانیکا کام ہمارے ذمہ ہے۔ اب ہمیں دیکھنا چاہئیے کہ جمع قرآن کے معنی کیا ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے تو یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم جمع ہو۔ سو ہمیں معلوم ہونا چاہئیے کہ جمع کے کیا معنی ہیں۔ پس واضح ہو کہ جب ہم کہتے ہیں کہ زید نے فلاں فلاں چیزوں کو جمع کیا تو اس کا معنی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زید نے فلاں فلاں چیزوں کو ایک جا اکٹھا کیا جب کتاب کے متعلّق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ زید نے فلاں کتاب کو جمع کیا تو اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ اس نے اس کے بکھرے ہوئے اجزا کو جلد میں یکجا تالیف کیا لغتِ عرب بھی یہی معنی بتاتی ہے چنانچہ اقرب الموارد میں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپس کے جھگڑوں۔ اور فسادوں کا نام ونشان دنیا سے مٹ جائے۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ سب مسلمان اس بات پر ایمان لائیں۔ کہ تمام قوموں میں خدا کے نبی اور رسول آتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔ یعنی کوئی اُمّت ایسی نہیں جس میں خدا کا نذیر نہ آیا ہو۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی آئے ہیں۔

اس تعلیم کو مانتے ہوئے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ محمدؐ۔ احمدؑ۔ کنفیوشسؑ۔ کرشنؑ۔ رام چندر۔ سب پر یکساں ایمان رکھے۔ اور انکو خدا کے برگزیدہ بندے۔ اور راستباز انسان یقین کرے۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاءؑ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ ایک نبی کا انکار سب کا انکار ہے۔ اسلئے کہ انکار کسی نبی کی ذات کا نہیں بلکہ درحقیقت وہ خدا کے کلام۔ یعنی خدا کا ہی انکار ہوتا ہے ایک مسلمان صرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لاکر مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ بھی ایمان نہ لائے۔ کہ عیسیٰؑ۔ موسیٰؑ۔ اور ابراہیمؑ بھی خدا کے نبی تھے۔

پس اس تعلیم پر ایمان لاتے ہوئے ایک مسلمان کب حضرت عیسیٰ۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ کنفیوشس۔ کرشن۔ رامچندر علیہم السلام کو گالی دے سکتا ہے۔ وہ تو اس بات کا پابند کرایا گیا ہے کہ انکا نام ادب سے لے اور ساتھ علیہ السلام کا تحفہ ہر دفعہ پیش کرے۔ دنیا میں کسی مذہب کے پیرو کے لئے سب سے بڑھ کر غیرت کو ابھارنے والی اگر کوئی بات ہے تو وہ اسکے نبی کی ہتک اور اسکو گالی دینا ہے۔ لوگ اپنی ذات کیلئے گالی کی برداشت کر سکتے ہیں اپنے باپ کی ہتک گوارا کر لینگے۔ مگر وہ اپنے نبیؑ کی ہتک گوارا نہیں کر سکتے۔ پس دنیا میں خطرناک فساد اس بات سے پڑ سکتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے بانیوں کو گالیاں دی جائیں۔ اور ان کی ہتک کی جائے۔ لیکن اگر تمام دنیا قرآن کریم کے اس اصل کو مدنظر رکھے۔ تو فرقہ وارانہ فسادات آج ہی مٹ سکتے ہیں۔

افسوس کہ مسلمان بھی اس اصل کو بھول چکے تھے۔ اور ممکن تھا کہ وہ بھی اس موقع پر جب کہ انکے نبی صلعم (فداہ امی وابی و اولادی) کی سخت ہتک کی گئی تھی۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے۔ مگر قربان جاؤں اس بزرگ ہستی کے جس نے دنیا کو دوبارہ اس تعلیم پر قائم کیا یعنی اس زمانہ کا مامور مرسل حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو بتایا کہ حضرت کرشنؑ۔ حضرت رام چندرؑ بھی خدا کی راستباز ہستیاں تھیں۔ اور اس طرح آپ نے ہتک انبیاءؑ کے دروازہ کو ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آل محمد وعلٰی خلفاء وسلم۔

پس معلوم ہوا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اتحاد بین الاقوام کے بنیادی پتھر کو نصب کیا۔ اور دنیا کو ایک ایسا سنہری اصل بتایا جس پر چل کر تمام فتنے اور فساد دور ہو سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیّت خدمتِ اسلام ہے

ہر چیز خدمت ہی کے ذریعے سے ترقی کرتی ہے۔ ملک ترقی کرتا ہے تو اپنے خادموں کے ذریعے سے۔ کوئی پیشہ ترقی کرتا ہے تو اپنے خادموں کے ذریعے سے۔ علم ترقی کرتا ہے تو اپنے خادموں کے ذریعے سے۔ موجودہ زمانے میں اسلام کی بے کسی اپنے انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اغیار کے حملے تو اپنے پورے زوروں کے ساتھ اس کامل مذہب کے نام و نشان کے مٹانے میں لگے ہی ہوئے تھے۔ مگر مزید برآں خود اسلام کے حامل اسلام کی صداقتوں اور اسلام کے احکام و اصول کو پسِ پشت ڈالکر اپنی ترقی کے لئے التجائی رنگ میں یورپ کی طرف نظریں اُٹھائے ہوئے تھے۔ اسلام متروک و مہجور تھا۔ اسلام بیکس و بے بس تھا۔ کہ اپنی حفاظت اور اپنی ترقی کیلئے اسلام کو بھی خدمت کی ضرورت تھی کہ پردۂ غیب سے اسلام کی خدمت کے سامان پیدا کئے جاتے۔ سو احمدیت آئی۔

خدمت اسلام کے لئے احمدیت آئی اور اس نے کہا کہ اسلام کے سب سے بڑے حریف یعنی مسیحیت کا خدا مر چکا۔ قرآن کریم و احادیث کے حوالوں سے انجیل و دیگر بے شمار کتب تاریخ سے احمدیت نے ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا خیال باطل ہے۔ مسلمانوں کی کیسی حالت تھی۔ مسیحی پروپیگنڈا کا اسقدر اثر ہو چکا تھا کہ حضرت مسیحؑ کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں گھر کر چکا تھا اور کسی کو یہ خیال نہ آتا کہ حیات مسیحؑ کے عقیدہ میں اسلام کی موت اور مسیحیت کی زندگی ہے اور یہ کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کے نصوص کے خلاف ہے۔ احمدیت نے قرآن کریم کے اندر سے وفات مسیحؑ کی آواز کو بلند کیا اور اکثر دنیا داروں نے گو کہ وہ مسلمان کہلانے والے ہی کیوں نہ تھے اپنی شدید مخالفت کے ذریعے سے اس آواز کو دبانا چاہا۔ مگر احمدیت نے گالیاں سُنکر بھی اور ہر قسم کی مخالفتیں برداشت کرتے ہوئے بھی اس آواز کو جاری رکھا اور زیادہ سے زیادہ بلند کیا کیونکہ اس عقیدہ کے اندر مسیحیت کے زبردست حملوں کے مقابلے میں اسلام کی زبردست خدمت تھی۔

مسیحیت کے عقیدہ ابنیّتِ مسیح و الوہیّتِ مسیح کو حیات مسیحؑ کے عقیدہ سے ایک بہت بڑی مدد ملتی تھی۔ ۱۹۰۰ برس تک بغیر جسمانی تغیر و تبدل کے خدا تعالیٰ کی طرح صفت بقاء مسیحؑ کے اندر تسلیم کرنا بلاشبہ ایک شرک عظیم ہے۔ کیا آیت قرآنی ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق کو نہیں پڑھتے کہ خدا نے قانون مقرر فرمایا ہے کہ بڑی عمر کے ساتھ انسانی قویٰ دوبارہ بچے کے قویٰ کی طرح کمزور ہو جاتے ہیں۔ احمدیت نے ثابت کیا کہ حضرت مسیحؑ دوسرے انسانوں کی طرح اپنی طبعی عمر کو پورا کرکے طبعی موت سے فوت ہو گئے۔ اور اس طرح سے ایک بہت بڑی شرک کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مٹا دیا - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اسلام کا کلمہ ہے - ہر قسم کے شرک کو مٹا کر توحید کو قائم کرنا اسلام کا اصول اوّلین ہے۔ پھر کیا وفات مسیحؑ کے عقیدہ کے حربہ کو چلا کر مسیحی شرک عظیم کو مٹانا احمدیت کی خدمت اسلام نہیں ہے ؟

احمدیت نے کہا کہ حضرت مسیحؑ طبعی موت سے فوت ہو چکے ہیں - اور اس طرح سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک بہت بڑی ہتک سے محفوظ کیا - حضرت مسیح علیہ السلام ۱۹۰۰ برس تک زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہوں ..... اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک اس زمین کے نیچے مدفون ہو جس پر انسان چلتے ہیں ..... آہ یہ کیسا خیال ہے ..... کیا اس سے رسول عربی صلعم سے سچی محبت رکھنے والا حضرت مسیحؑ کے مقابلے میں اپنے آقا کی ہتک محسوس نہیں کرتا ؟ سارے انبیاءؑ کے ساتھ بتقاضائے قوانین بشریت فوت ہونا اور مدفون ہونا اور رہنا ہے مگر ایک کی استثناء سے افضل الانبیاءؑ کی یقینیؑ ہتک تھی - احمدیت نے کہا کہ حضرت مسیحؑ بھی دیگر انسانوں اور جملہ انبیاءؑ کی طرح طبعی موت سے فوت ہو کر سری نگر کشمیر میں زیر زمین ہی مدفون ہیں - کیا اس طرح سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا اظہار کرنا اسلام کی خدمت نہیں ہے ؟

احمدیت نے کہا کہ حضرت مسیحؑ ناصری نہیں بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں - سورج شام کے بعد ہماری نظروں سے غائب ہو جاتا ہے مگر اس کا وجود فنا نہیں ہوتا - اگر ہمارے نبی صلعم کا وجود ہماری نظروں سے غائب ہے تو اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضورؐ زندہ نہیں ہیں - سورج ہماری نظروں سے غائب مگر اپنی روشنی ستاروں اور چاند کے ذریعے سے ہم تک پہنچا کر اپنی فیض بخش زندگی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے - اسی طرح سے حضرت رسول کریمؐ کا وجود ہم سے گو غائب ہے مگر اپنی اُمّت کے غلام اولیاء مجدّدین اور اپنے اُمّتی اور اپنے غلام مسیح موعودؑ کے ذریعے سے اپنا فیض اور اپنا نور نبوّت پہنچا کر اپنی زندگی کا ثبوت دیتا ہے -

کہنے والے کہتے تھے کہ موجودہ انتہائی ظلمت کے زمانے میں زمانے کی ظلمت حضرت رسول کریمؐ کے نور نبوّت سے نہیں بلکہ حضرت مسیحؑ کے آسمان سے اُترنے کے بعد انکے نور نبوّت کے ذریعے سے دُور ہو گی - مگر احمدیت نے کہا کہ نہیں نہیں اب غیر کا مقام نہیں ہے - جسطرح اسلام کے ۱۳۰۰ برس کے زمانے کی ظلمت ہمیشہ غلامان محمدؐ کے ذریعے سے دُور ہوتی رہی ہے اسی طرح اب بھی جبکہ انتہائی ظلمت کے زمانے میں مسیحؑ کی ضرورت تھی تو خدا نے مسیحیت کا مقام غلامان محمدؐ میں سے ہی ایک غلامؑ کو عطا کر کے دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا ہے - کیا اس عقیدہ سے اسلام کی شان بالا نظر نہیں آتی ہے ؟

کہنے والے کہتے تھے کہ خاتم النبیین کے بعد بھی زمانے کی ظلمت کو دُور کرنیکے لئے ایک مستقل نبی یعنی حضرت مسیحؑ کے نور نبوّت کی ضرورت ہوگی - مگر احمدیت نے کہا کہ حضرت مسیحؑ کے دوبارہ آنے سے ختم نبوّت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مُہر ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ حضرت رسول کریمؐ کے بعد اگر ایسا نبی آئے جس نے نورِ نبوت ہمارے آقا فداہ جسمی و روحی کی اطاعت سے نہیں بلکہ براہِ راست خدا سے حاصل کیا تو یہیں اسلام ہتک ہے۔ احمدیت نے کہا کہ ہاں خاتم النبیینؐ کی اطاعت و محبت میں فنا ہونیوالا اُمتی اپنا ذاتی نہیں بلکہ اپنے آقا اور اپنے متبوع نبیؐ سے نورِ نبوت حاصل کر کے دنیا میں آسکتا ہے۔ کیونکہ یہ شخص کوئی نئی نبوت نہیں لاتا بلکہ نبوت محمدیہ ہی اسکے قلب مصفا پر اپنا پرتو ڈالکر دنیا کو روشن کرتی ہے۔ کیا خاتم النبیینؐ ہی کی شان اس عقیدہ سے بالا ثابت نہیں ہوتی؟

کہاجاتا تھا کہ آیت اتممت علیکم نعمتی کے ماتحت ساری نعمتیں اُمت محمدیہ کو مل سکتی ہیں۔ بادشاہت کے دروازے بھی اُمت محمدیہ پر کھلے ہیں۔ صالحیت۔ شہیدیت اور صدیقیت بھی اور ولایت بھی اُمت محمدیہ کو مل سکتی ہیں۔ مگر نبوت کی نعمت اب نہیں مل سکتی۔ وہی نعمت نبوت جسکے متعلق حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ یاقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکاً۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم کو تو نبوت مل سکتی تھی اور ملی مگر افضل الانبیاءؐ کی اُمت کیلئے اس نعمت کا دروازہ بند کیا گیا ہے۔ مگر احمدیت نے کہا کہ اتممت علیکم نعمتی کے ماتحت کوئی ایک بھی ایسی نعمت نہیں ہے جو اُمت محمدیہ کے لئے روکی گئی ہے۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور نبوت کا انعام بھی غلامان محمدؐ کو مل سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کو نبوت اور مسیحیت کے مقام ملنے سے حضورؐ ہی کی شان ظاہر ہوتی ہے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے ؛ جس کا غلام دیکھو مسیحؑ زمان ہے

کہاجاسکتا ہے کہ بعد از رسول اکملؐ نعمت نبوت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اے افسوس روحانی انعام کی قدر ہی دلوں میں نہیں رہی۔ کسی کو کہا جائے کہ تمھیں فلاں ضلع کا ڈپٹی کمشنر بنایا جاتا ہے تو وہ کبھی نہ کہیگا کہ مجھے اس نعمت کی ضرورت نہیں۔ ضرورت تو ہر مسلم سمجھتا ہے جبکہ وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ قتل دجال کے عظیم الشان کام کیلئے عیسیٰؑ نبی اللہ کی ضرورت ہوگی۔ ضرورت تو ہر مذہب کا پیرو سمجھتا ہے جبکہ وہ اپنے اپنے نبی مثلاً بدھؑ کرشنؑ مسیحؑ سب کے آنے کا انتظار کرتا تھا۔ احمدیت نے کہا ہاں ایک نبیؑ آنیوالا تھا۔ نبی کی ضرورت تھی مگر یہ نعمت نبوت اب غلامانِ محمدؐ سے باہر نہ ہوگی۔ کیا یہ عقیدہ تمام مذاہب کے مقابل میں اسلام کو غالب ثابت نہیں کرتا؟

مُسلم مدبر نہ کرتا تھا کہ اگر اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے اور دیگر اقوام عالم میں اسلام کے قیام کیلئے حضرت مسیحؑ آئیں تو روز قیامت حضرت آقائے نامدار رسول عربیؐ کی گردن حضرت مسیحؑ کے احسان کے سامنے جھکی ہوئی ہوگی۔ احمدیت نے اسلام کے لئے اس ہتک آمیز عقیدہ کو رد کیا اور ثابت کیا کہ اب ہر قسم کے روحانی اور مذہبی امور کیلئے خیر اُمت ہی کافی ہے۔ اُمتی مسیحؑ کا آقاؐ کے اوپر کوئی احسان نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مہر توڑتی ہے۔ کیونکہ حضرت رسول کریمؐ کے بعد اگر ایسا نبی آئے جس نے نور نبوت ہمارے آقا فداہ جسمی و روحی کی اطاعت سے نہیں بلکہ براہ راست خدا سے حاصل کیا تو ہمیں اسلام کی ہتک ہے۔ احمدیت نے کہا کہ ہاں خاتم النبیینؐ کی اطاعت و محبت میں فنا ہونیوالا اُمتی اپنا ذاتی نہیں بلکہ اپنے آقا اور اپنے متبوع نبیؐ سے نور نبوت حاصل کرکے دنیا میں آسکتا ہے۔ کیونکہ یہ شخص کوئی نئی نبوت نہیں لاتا بلکہ نبوت محمدیہ ہی اس کے قلب مصفا پر اپنا پرتو ڈالکر دنیا کو روشن کرتی ہے۔ کیا خاتم النبیینؐ ہی کی شان اس عقیدہ سے بالا ثابت نہیں ہوتی ؟

کہا جاتا تھا کہ آیت اتممت علیکم نعمتی کے ماتحت ساری نعمتیں اُمت محمدیہ کو مل سکتی ہیں۔ بادشاہت کے دروازے بھی اُمت محمدیہ پر کھلے ہیں۔ صالحیت۔ شہیدیت اور صدیقیت بھی اور ولایت بھی اُمت محمدیہ کو مل سکتی ہیں۔ مگر نبوت کی نعمت اب نہیں مل سکتی۔ وہی نعمت نبوت جس کے متعلق حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم کو تو نبوت مل سکتی تھی اور ملی مگر افضل الانبیاءؐ کی اُمت کیلئے اس نعمت کا دروازہ بند کیا گیا ہے۔ مگر احمدیت نے کہا کہ اتممت علیکم نعمتی کے ماتحت کوئی ایک بھی ایسی نعمت نہیں ہے جو اُمت محمدیہ کے لئے روک دی گئی ہے۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور نبوت کا انعام بھی غلامان محمدؐ کو مل سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کو نبوت اور مسیحیت کے مقام ملنے سے حضورؐ ہی کی شان ظاہر ہوتی ہے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے :: جس کا غلام دیکھو مسیحؑ زمان ہے

کہا جا سکتا ہے کہ بعد از رسول اکملؐ نعمت نبوت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اے افسوس روحانی انعام کی قدر ہی دلوں میں نہیں رہی۔ کسی کو کہا جائے کہ تمہیں فلاں ضلع کا ڈپٹی کمشنر بنایا جاتا ہے تو وہ کبھی نہ کہیگا کہ مجھے اس نعمت کی ضرورت نہیں۔ ضرورت تو ہر مسلم سمجھتا ہے جبکہ وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ قتل دجال کے عظیم الشان کام کیلئے عیسیٰؑ نبی اللہ کی ضرورت ہوگی۔ ضرورت تو ہر مذہب کا پیرو سمجھتا ہے جبکہ وہ اپنے اپنے نبی مثلاً بدھؑ کرشنؑ جی مسیح وغیرہ سب کے آنے کا انتظار کرتا تھا۔ احمدیت نے کہا ہاں ایک نبیؑ آنیوالا تھا۔ نبی کی ضرورت تھی مگر یہ نعمت نبوت اب غلامانِ محمدؐ سے باہر نہ ہوگی۔ کیا یہ عقیدہ تمام مذاہب کے مقابل میں اسلام کو غالب ثابت نہیں کرتا؟

مسلم تدبر نہ کرتا تھا کہ اگر اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے اور دیگر اقوام عالم میں اسلام کے قیام کیلئے حضرت مسیحؑ آئیں تو روز قیامت حضرت آقائے نامدار رسول عربیؐ کی گردن حضرت مسیحؑ کے احسان کے سامنے جھکی ہوئی ہوگی۔ احمدیت نے اسلام کے لئے اس ہتک آمیز عقیدہ کو رد کیا اور ثابت کیا کہ اب ہر قسم کے روحانی اور مذہبی امور کیلئے خیر اُمت ہی کافی ہے۔ اُمتی مسیحؑ کا آقاؐ کے اوپر کوئی احسان نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو سکتا بلکہ آقا کا ہی اُمّتی مسیح پر احسان ہے کہ آقا نے اپنے فیض اور قوّت قدسی سے اسکو مسیح بنایا اور مسیحی طاقتیں اسکو دیکر دنیا میں اسلام کی خدمت کرائی۔ حضرت عمرؓ خلیفۂ رسول اکرمؐ کے عظیم الشان فتوحات سے انکا کوئی احسان حضرت نبی کریمؐ پر نہیں تھا بلکہ حضرت نبی کریمؐ کا احسان حضرت عمرؓ پر تھا کہ اپنی قوّت قدسیہ سے انکو خلافت کا مقام اور طاقت عطا کی جس کو استعمال کر کے انہوں نے اسلام کی خدمت کی۔ پس احمدیت نے اسلام اور اسلام ہی کی بلند شان دنیا پر ظاہر کی ہے۔

قرآن کریم جیسی ارفع اور اکمل کتاب کے متعلق علماء کہلانے والوں کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ اس کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ کہ اس کا ایک حصّہ دوسرے کو منسوخ کرتا ہے۔ احمدیت نے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کی آیت پیش کر کے پردہ اٹھا دیا۔ اور ثابت کیا اور اعلان کیا کہ اس کتاب کا کوئی حصّہ بھی منسوخ نہیں ہے۔ اسکی کوئی آیت کوئی لفظ کوئی حرف بلکہ کوئی شعشہ بھی منسوخ نہیں ہے۔ یہ ہے وہ اعلان جو احمدیت کرتی ہے بالمقابل اسلام کے ان نادان دوستوں کے جنہوں نے اپنے جھوٹے علم کے تکبّر میں آیات قرآنیہ کو نہ سمجھتے ہوئے اپنے زعم میں اختلاف مضامین سمجھ خود ہی قرآن کے ایک حصّہ کو منسوخ قرار دیدیا۔ اور اکملت لکم دینکم کی عملاً تکذیب کی۔ احمدیت نے تمام جہالت کے پردوں کو اُٹھا کر قرآن کریم کی خوبصورت اور اکمل اور ارفع شان کو ظاہر کر دیا۔ اور اس نکتہ کو قائم کیا کہ قرآن کریم کا کوئی شعشہ منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ کہ ہر لفظ اور ہر حرف تو در کنار ہر شعشہ کے اندر تدبّر کرنیوالا دماغ معارف اور حکمتیں پا کر منسوخ کرنیوالے کو شرمندہ کرتا ہے۔

پھر یہ بھی کہا جا چکا تھا کہ قرآن کریم کی آیات کے اندر التزاماً کسی ترتیب مضمون کو مدّ نظر نہیں رکھا گیا بلکہ محض الگ الگ مضامین اور باتوں کا مجموعہ ہے۔ احمدیت نے اس بات کو بھی رد کیا اور ثابت کیا کہ قرآن کریم کی تمام آیات کے اندر شروع سے لیکر آخر تک ایسی احسن اور عمدہ اور افصح اور ابلغ ترتیب مضمون رکھی گئی ہے جو ایسی خوبصورت ترتیب انسانی کلام کے اندر ناممکن ہے۔ بلکہ احمدیت نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلا کر بے شمار نئے خزانوں کی کنجی مُسلم کے ہاتھ میں دیدی ہے کہ قرآن کریم کا ہر لفظ عین اسی جگہ پر موزون ہے جس جگہ کہ خداوند کریم نے رکھا ہے۔ علماء کہلانیوالے بعض الفاظ کو مقدم اور بعض کو مؤخر کہہ چکے تھے وہ عزت قرآن کو بھلاتے ہوئے اس بات کا اعلان کر چکے تھے کہ بعض موقعوں پر قرآن کریم کا فلاں لفظ جو پہلے ہے پیچھے لگانے سے مطلب صحیح بنتا ہے اور فلاں لفظ کو جو پیچھے ہے پہلے رکھنے سے مطلب صحیح بنتا ہے گویا وہ قرآن کے شاگرد نہیں بلکہ قرآن کے مصلح تھے۔ مگر احمدیت نے قرآن کی بہت بڑی خدمت کی جبکہ یہ ثابت کیا کہ اس کتاب کا ہر لفظ اسی مقام پر موزون ہے جہاں کہ خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور مُسلم اور محبّ قرآن کے تدبّر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ عین موقعہ پر الفاظ قرآن پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غور کرنے سے نئے نکات اور نئے معارف نکلتے ہیں جو محب قرآن کو اور بھی زیادہ گرویدۂ قرآن بنا دیتے ہیں فسبحان اللہ العلیم الحکیم۔

قرآن مجید کے علوم کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ احمدیت نے اس دروازے کو بھی کھولا اور بتایا کہ قرآن مجید کے علوم ختم نہیں ہو سکتے۔ یہ اس خدا کا کلام ہے جسکی بنا کردہ ہر چیز ہی ایسی ہے کہ اسکے علوم ختم نہیں ہوتے۔ ما نفدت کلمات اللہ کی آیت کو بھلا دیا گیا تھا۔ احمدیت نے اعلان کیا اور ثابت کیا کہ قرآن کریم ایک کلمہ طیبہ ہے جسکی مثال قرآن کریم کے اندر شجرہ طیبہ سے دی گئی ہے اور جسکے متعلق کہا گیا ہے کہ توتی اکلھا کل حین باذن ربھا کہ اس رب کے حکم سے جو سارے جہان اور سارے زمانوں کی روحانی تربیت فرماتا ہے زمانے کی روحانی تربیت کے مطابق یہ قرآن ہر زمانے میں نئے اور تازہ پھل دیتا ہے۔ احمدیت کا شکریہ ہم سے ناممکن ہے جس نے نہایت عظیم الشان صداقتوں پر سے پردہ ہٹا کر ہم کو سچا عاشق قرآن بنا دیا۔ احمدی مسلم اسی قرآن کو لیکر مشرق مغرب ایشیا یورپ کے تمام باطل ادیان کے اوپر اسلام کو خدا کے فضل سے غالب پاتا ہے۔

ایک اور عظیم الشان اور مفید صداقت جو احمدیت نے مسلم کو سکھائی ہے یہ ہے کہ قرآن کریم کے اندر ہر صداقت کا دعویٰ موجود ہے اور پھر اس دعویٰ کے دلائل بھی قرآن ہی کے اندر موجود ہیں۔ یہ ایک ایسی صداقت احمدیت نے دی ہے جس کو لیکر احمدی مسلم ہر مذہب پر اسلام کو بآسانی غالب ثابت کر سکتا ہے۔ کیونکہ دیگر کتب کے اندر اول تو تمام صداقتوں کے دعوے نہیں ہوتے اور اگر ہوں تو سب دعووں کے دلائل نہیں ہوتے۔ احمدی مسلم اپنے تازہ ایمان کو سینہ میں لیکر اٹھتا اور ہر میدان میں اپنے دل اور ایمان کو مضبوط پاتا ہے کیونکہ اسکے ہاتھ میں ایسا حربہ دیا گیا ہے جو دوسروں کے پاس نہیں ہے۔

ان تمام صداقتوں کو لیکر احمدیت مسلم کو اٹھاتی ہے کہ اٹھ اور رسول کریمؐ پر سے وہ الزام عملی طور پر دور کردے کہ نعوذ باللہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ اسلام نے اگر تلوار اٹھائی تو مدافعانہ طور پر اور وہ بھی سالہا سال کی مصائب پر صبر کرنے کے بعد۔ مگر خدا نے اب احمدیت کے ذریعے سے عملی ثبوت اس بات کا دیا کہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی اشاعت سے پھیلا۔ احمدیت نے ایک طرف ان صداقتوں اور ان خوبیوں کو ظاہر کیا جو قرآن کے اندر موجود تو تھیں مگر جن پر علماء کہلانے والوں نے پردہ ڈال رکھا تھا اور دوسری طرف احمدی مسلم کے اندر وہ زبردست ایمان پیدا کر دیا جو حقیقی عشق کے رنگ کا ایمان ہے جو کہ اسکو اسلام کی خاطر غربت کے باوجود اپنا ملک اپنے عیال اپنا مال اپنی عزت اپنی جان غرضیکہ ہر چیز قربان کر دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ کامل اور خوبصورت صداقت قرآن اور کامل اور حقیقی ایمان ان دو چیزوں کو لیکر احمدی مسلم اٹھتا ہے اور دیوانہ وار خدا کی محبت کا اعلان کرتا ہوا اسلام کو دنیا میں پھیلاتا ہے۔ یہ وہی خدمت اسلام ہے جسکو کئی سال سے مسلمان بادشاہ بھی نہیں کرتے رہے باوجودیکہ انکے پاس دولت حکومت اور طاقت تھی۔ احمدیت نے مسلم کو اٹھایا اور اٹھا کر غالب کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر کامل صداقت اور کامل ایمان کو حاصل کر کے بھی مُسلم کو ایک اور چیز کی ضرورت تھی جس کے بغیر یہ خدمت اسلام میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا اور وہ چیز مستحکم انتظام خلافت تھا۔ احمدیت نے تمام سچے عاشقان اسلام کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا۔ اور لیستخلفنھم فی الارض کا وعدہ پورا کیا۔ اہل بصیرت کے لئے سوچنے کا مقام ہے بغیر تلوار کی سیاست کے احمدیت نے ایسی مستحکم خلافت قائم کی ہے جو اپنے متبعین کو عاشقانہ اور دیوانہ وار اپنے گرد گھما رہی ہے۔ احمدی مُسلم خلافت کے ہر اشارہ کو بادشاہوں کے حکموں سے کہیں بڑھ کر قابل عمل تسلیم کرتا ہے۔

غرضکہ اسلام کی فتح اور ترقی کے تمام سامان خدا کی طرف سے اس زمانے میں احمدیت کے اندر رکھے گئے ہیں۔ احمدیت اسلام کی خادم ہے۔ احمدیت کا کام سوائے خدمت اسلام کے اور کچھ نہیں ہے۔ احمدیت اسلام کی سچی عاشق ہے۔ احمدیت اسلام کے عشق کے اندر فنا ہے۔ احمدیت اسلام ہی ہے۔ احمدیت اور اسلام کو جدا سمجھنا غلطی ہے * خاکسار بدرالدین احمد عفی اللہ عنہ ایم۔بی۔بی۔ایس۔ میڈیکل پریکٹشنر۔ جنجہ۔ یوگنڈا۔ افریقہ۔

توحیدِ باری تعالیٰ از بائیبل

انسانی فطرت کا مطالعہ کرنے سے ہمیں اس راز پر آگاہی حاصل ہوتی ہے کہ اگر گردوپیش کے ناخوشگوار واقعات اُسکے لوحِ قلب پر تاریکی و ظلمت کا پردہ نہ اڑھا دیا کریں۔ تو اُس کا دل ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے وصال کا متمنّی اور خواہشمند رہتا ہے۔ وہ آسمان کو دیکھ کر اُسکے خالق کی طرف اپنی توجہ پھیرتا ہے۔ اور وہ زمین کو دیکھ کر اُسکے بنانیوالے کو ڈھونڈنے لگتا ہے۔ وہ سورج اور چاند کو دیکھتا ہے۔ وہ ستاروں اور سیاروں پر نگاہ کرتا ہے۔ وہ زمین کے پہاڑوں اور اُسکے غیر آباد علاقوں پر اپنی نظر دوڑاتا ہے۔ وہ سمندر کے پانیوں اور اُس پانی کی عمیق گہرائیوں پر جب متوجہ ہوتا ہے تو بے اختیار ہو کر چِلّاتا ہے کہ مولیٰ تو کہاں ہے؟

کبھی مسجدوں میں جاتا ہے اور کبھی مندروں میں۔ اور وہاں بھی اُسکی پکار صرف یہی ہوتی ہے کہ "مولیٰ تو کدھر ہے"!

یہ محبتِ الٰہی جو انسانی فطرت کے اندر ودیعت رکھی گئی ہے۔ ہر ایک دلیل سے بڑی دلیل اور ہر ایک ثبوت سے بڑا ثبوت اس امر کے لئے ہے کہ یقیناً ہمارا پیدا کرنے والا۔ ہمیں نیست سے ہست کرنے والا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے اوپر ضرور حکمران ہے۔ جس کی بادشاہت محض ظنّی امور سے کبھی باطل نہیں کی جاسکتی۔

انسانی ضمیر کی آواز

کہنے والے بے شک کہدیں۔ کہ خدا نہیں۔ اور کون ہے جو انکی آواز کو بند کرسکے مگر کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا۔ کہ ہر بُرے فعل پر جبکہ اُنہیں کوئی بھی دیکھنے والا موجود نہیں ہوتا۔ اُن کی ضمیر اُنہیں کیوں ملامت کرتی ہے۔ اور وہ پھر کس لئے بعد میں کفِ افسوس ملتے ہیں۔ کیا ضمیر کا انسان کو فعلِ بد پر کوسنا اور خود اُنکا خائف اور ترساں ہونا اس امر کو واضح نہیں کررہا ہوتا۔ کہ ضرور کوئی ایسی ہستی اُنپر حاکم ہے۔ جو گو اُنکو مادی آنکھوں سے دکھائی نہ دیتی ہو مگر اپنی ملامتوں کے ذریعے سے وہ اپنے وجود کو ظاہر کررہی ہے اور جس کی ہیبت اُن کے بدن پر ایک غیر معمولی لرزہ پیدا کردیتی ہے۔ پس وجود باری تعالیٰ کا قائل خود انسان کا قلب ہوتا ہے اور ہے اور یہی بڑی دلیل اُس کی ہستی کی ہے۔

مگر کتنے ہی ہیں جو اُس خدا کو جو ہمارے جسموں اور ہماری روحوں کا رب ہے رب العالمین تصوّر نہیں کرتے۔ العزیز تصوّر نہیں کرتے۔ الصمد تجویز نہیں کرتے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں۔ کہ گویا خدا کو بھی کسی قوّتِ بازو کی ضرورت ہے۔ وہ اپنے ناقص خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عدیم المثال ہستی کو اپنے جیسا خیال کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ دیکھو جب ہمیں اپنے کاموں کو سرانجام دینے کیلئے مددگاروں کی ضرورت پڑتی ہے تو خدا بھلا کب مستغنی ہوسکتا ہے۔ اس نادان کو کیا معلوم کہ سبحان ربّک ربّ العزۃ عمّا یصفون۔

تثلیث کی ابتداء

موجودہ زمانہ میں عیسائیت ایک زبردست طاقت ہے اس سے کسی طرح انکار نہیں۔ مگر ان مسیحیوں نے اپنی نادانی سے خدا کے ساتھ بیٹا اور روح القدس اقنوم ٹھیرائے۔ اور کبھی اس امر پر غور نہ کیا کہ اس طرح کسقدر وحدانیت اُلوہیت پر زد پڑیگی۔ کیا خدا اس طرح کمزور اور محتاج ثابت تو نہ ہوگا اور کیا الٰہ بھی الوہیت کا کارخانہ چلانے کے لئے کسی دوسرے کی قوت کا خواہاں تو معلوم نہ ہوگا۔

مسیحی دوست اپنے آپکو دانا جتا کر غیر فانی خدا کے جلال کو ایک فانی انسان کے محدود جسم میں تبدیل کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے ہی بڑوں اور بزرگوں کے پُرحکمت کلمات کے خلاف رائے دیتے ہیں۔

یہود کی قابلِ وثوق شہادت

کیا مسیحی لوگ اس امر کو نہیں جانتے کہ الٰہی مدرسہ میں سب سے پہلے تعلیم پانیوالے یہود لوگ ہیں۔ جو توریت کے محافظ اور الٰہی تعلیم کے نگہبان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقرر ہوئے۔ جن کے پاس متواتر خدا کے انبیاء ہدایت اور رشد لیکر آئے۔ جن کے متعلق حضرت مسیح نے خود اپنے حواریوں کو یوں فرمایا کہ:۔

"فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدّی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمھیں بتائیں۔ وہ سب کرو اور مانو" (متی ۲۳/۲)

ایسے قابلِ وثوق یہود اس امر سے قطعاً ناواقف ہیں کہ کبھی خدا کا کوئی بھی نبی اُن میں یہ تعلیم لیکر آیا ہو کہ تمھاری نجات توحید کے تسلیم کرنے میں نہیں بلکہ تثلیث کے قائل ہونے پر ہے۔ جب یہود اس مسئلہ سے بالکل بے خبر ہیں۔ جو متواتر خدا کے مقدس نبیوں کے مونہوں سے اُسکی باتوں کو سنتے چلے آئے۔ تو کیا یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مسیحی بعد میں آنیوالے صریحاً غلطی پر ہیں۔

ایک اور بات سوچنے والی یہ ہے کہ کیا خدا کسی غیر کی امداد کا محتاج ہے؟ اگر وہ محتاج ہے تو پھر خدا کس بات کا۔ وہ تو انسان جیسا ثابت ہوا۔ اور اگر نہیں۔ تو پھر اوروں کو شریکِ باری ٹھیرانے کی کیا ضرورت۔ حضرت مسیح آسمانی باپ کو کامل بتلاتے ہیں۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"پس چاہیئے کہ تم کامل ہو۔ جیسا تمھارا آسمانی باپ کامل ہے"۔ متی ۵/۴۸

اور جب وہ کامل ہوا۔ اُس میں کسی قسم کا کوئی نقص نہ نکلا۔ تو اب "بیٹا اور روح القدس" کس نقص کو پورا کرنے والے ہوئے۔

توحید باری تعالےٰ از عہدِ عتیق

اب اِسکے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام حوالجات عہدِ عتیق و جدید سے یہاں درج کردوں۔ جن سے وحدتِ باری تعالیٰ کا اظہار اور تثلیث کا ردّ ہوتا ہے۔

(۱) خروج ۲۰/۲ "خداوند تیرا خدا جو تجھے زمینِ مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو"۔

(۲) اِستثناء ۴/۳۵ "یہ سب کچھ تجھی کو دکھایا گیا۔ تاکہ تُو جانے کہ خداوند وہی خدا ہے اور اُس کے سوا کوئی نہیں ہے"۔

(۳) استثناء ۴/۳۹ "پس آج کے دن جان۔ اور اپنے دل میں غور کر کہ خداوند وہی خدا ہے۔ جو اوپر آسمان میں ہے۔ اور نیچے زمین میں ہے۔ اور کہ اُسکے سوائے کوئی نہیں"۔

(۴) استثناء ۵/۶ "میں خداوند تیرا خدا ہوں۔ جو تجھ کو مصر کی زمین سے اور غلام خانے سے باہر لایا۔ میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہو"۔

(۵) استثناء ۶/۴ "سن لے اے اسرائیل۔ خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔ تو اپنے سارے دل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الجمع الضم والتالیف - پس صاف ثابت ہوا کہ جمعت الکتاب کا مطلب یہ ہے کہ میں نے کتاب کے مختلف اجزا (جو کہ بکھرے ہوئے تھے) کو باترتیب جلد میں تالیف کیا۔ آیہ کریمہ کا معنیٰ بھی یوں کیا گیا ہے ۔ ان علینا جمعہ ....الخ فرماتے ہیں ۔ اِنَّ عَلَیْنَا جمعہ وقرآنہ تالیف بعضہ الیٰ بعض فاذ قرأنہ فاتبع قرآنہ فاذا جمعنٰہ الفتاہ فاتبع قرآنہ ای ما جمع فیہ ویقال لیس لشعرہ قرآن ای تالیف سو یہ نہایت روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ جمع کتاب کا معنیٰ باترتیب جلد میں تالیف کرنا ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب جمع کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں ۔ ضخامت اور حجم کے لحاظ سے جو بڑی کتاب ایک سے زائد جلدوں میں مؤلف کی جاتی ہے مثلاً تفسیر کبیر آٹھ جلدوں میں لسان العرب بیس جلدوں میں جمع کی گئیں اور اس قسم کی لاکھوں کروڑوں کتابیں دنیا میں موجود ہیں ۔ اور وہ کتابیں جو ضخامت کے لحاظ سے بڑی نہیں ہیں ۔ وہ ایک جلد میں جمع کی جاتی ہیں ان گنت کتابیں روزانہ اسی طرح شائع ہوتی ہیں ۔ اب قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ اس کا یہ مطلب ہے کہ تمام قرآن کریم ایک جلد میں باترتیب جمع کرنیکا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے ۔ ہاں ایک جلد کا لفظ ہم نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے مندرجہ بالا الفاظ پر تدبّر کرنے سے صاف مستنبط ہوتا ہے کہ ایک جلد کا ہونا بھی آیت کریمہ کے الفاظ میں موجود ہے کیونکہ قرآن کریم ضخامت کے لحاظ سے اتنی بڑی کتاب نہیں کہ ایک سے زائد جلدوں میں اسے جمع کیا جائے اور قرآن کریم کی سورتیں ایسے اجزاء نہیں کہ انکو ایک سو چودہ جلدوں میں تالیف کیا جائے اور نہ ہی قرآن کریم ایک سے زائد جلدوں میں شائع ہوا ہے قرآن کریم میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے یہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم ایک کتاب ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱) انّہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسّہ الّا المطھرون بے شک یہ قرآن کریم لکھی ہوئی عزّت والی کتاب ہے ۔ اسکو کوئی نہیں چھو سکتا مگر جو پاک ہیں ۔

(۲) ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی سچّائی کے متعلّق کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ۔

(۳) بل ھو قرآن مجید فی لوحٍ محفوظ ۔ مگر یہ قرآن ہے عزّت والا لوحِ محفوظ میں ۔

ان تمام آیات میں لفظ کتاب تمام قرآن کریم کے لئے استعمال ہوا ہے ۔ اور یہ واحد ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم ایک جلد کی ایک کتاب ہے ۔

محدث محمد بن علی ابن بابویہ القمی اپنے اعتقادات میں فرماتے ہیں اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ علیٰ نبیّہ وما بین دفتین وما فی ایدی الناسِ لیس اکثر من ذٰلک ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنے سارے جی اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ"۔

(۶) استثناء ۳۲/۳۹ "اب دیکھو کہ میں ہاں میں ہی وہ ہوں۔ اور کوئی معبود میرے ساتھ نہیں"۔

(۷) ۱۔سموئیل ۲/۲ "خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں۔ تیرے سوا کوئی نہیں"۔

(۸) ۱۔سموئیل ۷/۳ "خداوند کی طرف اپنے دلوں کو مستعد رکھو۔ اور اُسی اکیلے کی بندگی کرو"۔

(۹) ۱۔سموئیل ۱۷/۴۶ "سارا جہان جانے کہ اسرائیل میں ایک خدا ہے"۔

(۱۰) ۲۔سموئیل ۷/۲۲ "تُو اے خداوند خدا بزرگ ہے۔ اسلئے کہ کوئی تیری مانند نہیں۔ اور تیرے سوا جہاں تک کہ
ہم نے اپنے کانوں سے سُنا ہے کوئی خدا نہیں"۔

(۱۱) ۱۔سلاطین ۸/۳۹ "تُو ہاں تُو ہی اکیلا سارے بنی آدم کے دلوں کو جانتا ہے"۔

(۱۲) ۱۔سلاطین ۸/۶۰ "زمین کی ساری گروہیں معلوم کریں کہ خداوند وہی خدا ہے۔ اور اُسکے سوا اور کوئی نہیں"۔

(۱۳) ۲۔سلاطین ۱۹/۱۵ "اے خداوند اسرائیل کے خدا جو کرّوبیوں کے درمیان سکونت کرتا ہے تُو ہی اکیلا
زمین کی ساری مملکتوں کا خدا ہے"۔

(۱۴) ۱۔تواریخ ۱۷/۲۰ "اے خداوند کوئی تیری مانند نہیں۔ اور تیرے سوا جہاں تک ہم نے اپنے کانوں سے سُنا ہے
کوئی خدا مطلق نہیں"۔

(۱۵) ۲۔تواریخ ۶/۳۰ "تُو ہی اکیلا سارے بنی آدم کے دلوں کو جانتا ہے"۔

(۱۶) نحمیاہ ۹/۶ "تیرا جلالی نام مبارک ہو۔ جو ساری مبارکبادی اور حمد پر بالا ہے۔ تُو ہاں تُو ہی
اکیلا خداوند ہے۔

(۱۷) زبور ۵۸/۱۱ "بیشک ایک خدا ہے جو زمین پر انصاف کرتا ہے"۔

(۱۸) زبور ۶۲/۲ "وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے۔ وہی میرا مضبوط قلعہ ہے"۔

(۱۹) زبور ۷۲/۱۸ "خداوند خدا اسرائیل کا خدا جو اکیلا ہی عجائب کام کرتا ہے۔ مبارک ہے"۔

(۲۰) زبور ۸۱/۹ "تیرے درمیان کوئی دوسرا معبود نہ ہو۔ تُو کسی اجنبی معبود کو سجدہ نہ کرنا۔
خداوند تیرا خدا میں ہوں۔ جو تجھے مصر کی سرزمین سے باہر لایا"۔

(۲۱) زبور ۸۶/۱۰ "تُو ہی اکیلا خدا ہے۔ اے خداوند مجھ کو اپنی راہ بتا"۔

(۲۲) زبور ۱۳۶/۴ "اُسی کا شکر کرو جو خداوندوں کا خداوند ہے۔ کہ اُسکی رحمت ابد تک ہے۔ اُسی کا جو اکیلا
بڑے عجائب کام کرتا ہے کہ اسکی رحمت ابد تک ہے"۔

(۲۳) یسعیاہ ۳۷/۱۶ "اے ربّ الافواج اسرائیل کے خدا جو کرّوبیوں کے درمیان بیٹھتا ہے۔ تُو ہی اکیلا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمین کی ساری مملکتوں کا خدا ہے تو ہی نے آسمان اور زمین کو خلق کیا۔"

(۲۴) یسعیاہ ۳۷/۲۰ "زمین کی ساری مملکتیں یقین کر جانیں۔ کہ خداوند تو ہی اکیلا ہے۔"

(۲۵) یسعیاہ ۴۳/۱۰و۱۱ "مجھ پر ایمان لاؤ۔ اور سمجھو کہ میں وہی ہوں۔ مجھ سے آگے کوئی خدا نہ بنا۔ اور میرے بعد بھی کوئی نہ ہو گا۔"

(۲۶) یسعیاہ ۴۴/۶ "ربّ الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں اوّل اور میں آخر ہوں۔ اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔"

(۲۷) یسعیاہ ۴۴/۲۴ "میں خداوند سب کا بنانے والا ہوں۔ میں ہی نے اکیلے آسمانوں کو تانا۔ اور آپ تنہا زمین کو فرش کیا ہے۔"

(۲۸) یسعیاہ ۴۵/۵ "میں ہی خداوند ہوں۔ اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں۔"

(۲۹) یسعیاہ ۴۵/۱۴ "کوئی دوسرا نہیں۔ اور اُسکے سوا کوئی خدا نہیں۔ یقیناً تو ایک خدا ہے۔"

(۳۰) یسعیاہ ۴۵/۱۸ "وہ (خدا) یوں فرماتا ہے کہ میں خداوند ہوں۔ اور میرے سوا اور کوئی نہیں۔"

(۳۱) یسعیاہ ۴۵/۲۱و۲۲ "کیا میں خداوند ہی نے یہ نہیں کہا۔ کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں۔ میری طرف رجوع لاؤ۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔ اے زمین کے کناروں کے سارے رہنے والو۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور میرے سوا کوئی نہیں۔"

(۳۲) یسعیاہ ۴۶/۱۰ "میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔"

(۳۳) یرمیاہ ۱۰/۷ "قوموں کے سارے حکیموں کے درمیان اور اُن کی ساری مملکتوں کے بیچ تیرا ہمتا کوئی نہیں ہے۔"

(۳۴) ہوسیع ۱۳/۴ "میں مصر کی سرزمین سے خداوند تیرا خدا ہوں۔ اور میرے سوا تو کسی معبود کو نہیں جانتا تھا۔ اسلئے کہ میرے سوا کوئی اور نجات دینے والا نہیں ہے۔"

(۳۵) یوایل ۲/۲۷ "تب تم جانوگے۔ کہ میں اسرائیل کے درمیان ہوں۔ اور میں خداوند تمھارا خدا ہوں۔ اور کہ دوسرا کوئی نہیں۔ اور میرے لوگ کبھی شرمندہ نہیں ہونگے۔"

یہ حوالجات تو عہد عتیق کے ہوئے۔ اب اسکے بعد عہدِ جدید سے حوالجات ملاحظہ ہوں۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں وہ حوالجات تحریر کروں اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر عہد جدید سے ہمیں ایک بھی حوالہ توحید باری تعالیٰ کے اثبات میں نہ مل سکے۔ تو بھی ہماری اس بات کو کچھ ضعف نہیں پہنچ سکتا۔ ہم ہر ایک مقام پر انہی حوالجاتِ عہدِ قدیم کو پیش کر سکتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح نے خود یہی فرمایا کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" متی ۵/۱۷

پس جب حضرت مسیحؑ تورات اور صحفِ انبیاءؑ کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ تو انہی کے حوالجات کو ماننے سے کسی مسیحی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

مگر حق بات کے لئے خدا اپنے پاس سے دلائل مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ دلائل ہمیں اس نئے عہد نامہ سے بھی میسر آتے ہیں۔

توحیدِ باری تعالےٰ از عہد جدید

(۱) متی ۲۳/۹ حضرت مسیحؑ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں۔ کہ:۔ "زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو۔ کیونکہ تمھارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے"۔

(۲) مرقس ۱۰/۱۸ "یسوع نے اُس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا"۔

(۳) مرقس ۱۲/۲۸ تا ۳۳ "اور فقیہوں میں سے ایک نے اُنکو بحث کرتے سُن کر جان لیا کہ اس نے اُنہیں خوب جواب دیا ہے۔ وہ پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ سب حکموں میں اول کونسا ہے۔ یسوع نے جواب دیا۔ کہ اول یہ ہے اے اسرائیل سُن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ فقیہ نے اُس سے کہا اے اُستاد کیا خوب۔ تُو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اُسکے سوا اور کوئی نہیں"۔

(۴) یوحنا ۵/۴۴ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں:۔
"تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو۔ اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو"۔

(۵) یوحنا ۱۷/۳ حضرت مسیحؑ ایک دُعا میں کہتے ہیں:۔
"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں"۔

(۶) رومیوں کے آخر میں پولوس یہ الفاظ لکھ کر اپنا خط ختم کرتے ہیں کہ:۔
"اُسی واحد حکیم خدا کی یسوع مسیح کے وسیلے سے ابد تک تمجید ہوتی رہے آمین"۔ رومیوں ۱۶/۲۷

(۷) ۱۔ کرنتھیوں ۸/۴ تا ۶ "ہم جانتے ہیں کہ بُت دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اور سوا ایک کے اور کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا نہیں۔ اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے"

(۸) ۱-کرنتھیوں ۱۲/۶ "اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں۔ مگر خدا ایک ہی ہے۔ جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے"

(۹) افسیوں ۴/۶ "سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے"

(۱۰) ۱-تمطاؤس ۱/۱۷ "اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی۔ نادیدہ۔ واحد خدا کی عزت اور تمجید ابدالآباد ہوتی رہے آمین"

تعجب ہے کہ باوجود اس بات کے کہ ان مرقومہ بالا صفاتِ باری تعالیٰ میں سے کوئی ایک بھی حضرت مسیح میں نہیں پائی جاتی۔ پھر بھی اُن کی الوہیت کا اقرار کیا جاتا ہے اور تثلیث کی طرف اپنا قدم چلایا جاتا ہے۔

(۱۱) ۱-تمطاؤس ۲/۵ "خدا ایک ہے اور خدا اور انسانوں کے بیچ میں درمیانی بھی ایک۔ یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے"

(۱۲) ۱-تمطاؤس ۶/۱۵ "خدا کی صفات بیان کی جاتی ہیں۔ مبارک اور واحد حاکم بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے بقا صرف اُسی کو ہے"

اب آخر میں بڑی اُلفت اور محبت بھرے دل سے میں مسیحیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ تعلیم آپ کو یہ دی گئی ہے کہ:-

"ہوشیار رہ دوسرے معبودوں کا نام تک نہ لے۔ اور وہ تیرے مُنہ سے نہ سُنا جائے" خروج ۲۳/۱۳

پس خدارا آسمانی باتوں پر عمل کریں۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت محض اُنہی کے لئے ہے جو اُسکی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اپنے آقا کے اقوال ملاحظہ ہوں:-

"جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اُس دن بہتیرے مجھ سے کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے۔ اُسوقت میں اُن سے صاف کہدونگا۔ کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ" متی ۷/۲۱

"مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سُنتے اور اُسپر عمل کرتے ہیں" لوقا ۱۱/۲۸

خاکسار محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

قادیان دارالامان محلہ دارالفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثبوت قیامت

اکثر لوگ قیامت پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں اور اُن کو قیامت کا ثبوت ملتا رہتا ہے۔

قیامت میں کیا ہو گا؟

(۱) سو واضح ہو کہ قیامت میں یہ ہوگا۔ کہ سارے کے سارے ایک دم مرجائینگے۔ پھر یکدم زندہ ہو جائینگے۔ سو یہ بات ہم ہر روز دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہزاروں لوگ روز مرتے ہیں۔ اور ہزاروں ہی روز پیدا ہوتے ہیں۔ پس یہی قیامت کو ہوگا۔ ہاں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ قیامت کو تو سب یکدم مرجائینگے۔ پھر یکدم زندہ ہو جائینگے۔ لیکن دنیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ مگر ہاں مرنا جینا جو قیامت کو ہوگا۔ وہ دنیا میں بھی ہر روز ہوتا ہے۔ پس قیامت پر اعتراض کرنا نادانی ہے۔ کیا دنیا میں زلزلوں سے ہزاروں لاکھوں انسان یکدم نہیں مرجاتے؟ پس معلوم ہُوا کہ یہ چھوٹے زلزلے ہیں۔ لیکن قیامت ایک بہت بڑا زلزلہ ہوگا جس میں سارے جاندار یکدم مرجائینگے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ الخ یعنی اگر تمھیں قیامت میں شک ہے تو دیکھو اس سے پہلے تم کچھ بھی نہ تھے۔ پھر ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا۔ یعنی سبزیاں اور اناج وغیرہ سے جو تمھارے والدین نے کھائیں۔ اسکے بعد ہم نے نطفہ بنایا۔ پھر خون۔ پھر گوشت کا لوتھڑا۔ پھر پوری صورت۔ بعد ازاں تم کو طفل کی صورت میں ظاہر کیا۔ پھر تم جوان ہوئے۔ پھر بعض تم میں سے بڑھاپے کو پہنچتے ہیں۔ بعض اس سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ تو بھلا بتاؤ تو سہی جس نے اتنے تغیرات کیئے۔ کیا وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

(۳) مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى الخ کہ اللہ نے زمین و آسمان اور ما بینھما کو بیفائدہ نہیں بنایا۔ بلکہ با وجہ پیدا کیا ہے اور ایک خاص وقت تک کے لئے بنایا ہے۔ ان دونو باتوں کو ملانے سے ایک نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جزا۔ سزا کا ایک وقت ضرور ہے۔ کیونکہ اگر جزا سزا کا کوئی دن نہ مانا جائے۔ تو پھر زمین و آسمان کا پیدا کرنا بیوجہ اور بیفائدہ ہوگا۔ انسانی فطرت بھی یہی گواہی دیتی ہے کہ جزا سزا ضرور ہونی چاہیئے۔

(۴) حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ اس آیت سے بھی قیامت کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ ہر رات کے بعد دن ہے اور ہر دن کے بعد رات ہے۔ جب دنیا میں ایسا ہے تو مرنے کے بعد بھی زندہ ہونا ماننا پڑتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ بِقَادِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی بَلٰۤی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - کافر اعتراض کرتے کہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانیوالا ایک کمزور اور مُردہ گروہ ہے - ان کی تعداد قلیل - طاقت محدود - یہ کیونکر کامیاب ہونگے - جواب دیا کہ جو خدا زمین و آسمان کو پیدا کر کے نہیں تھکا - کیا وہ ایک مُردہ قوم کو زندہ نہیں بنا سکتا؟ بیشک بنا سکتا ہے - اس مُردہ قوم کی زندگی ہی حشر اجساد اور قیامت پر دلیل ہے -

(۶) جو دلیل تناسخ پر ہے وہی قیامت پر ہے - لیکن تناسخ باطل - اور قیامت حق ہے - آریہ کہتے ہیں کہ ایک اندھا ہے دوسرا سوجاکھا - ایسا کیوں ہے - اللہ تو منصف ہے - پھر یہ فرق کیوں؟ اس سے صاف پچھلا جنم ماننا پڑتا ہے کہ اس نے پہلی زندگی میں ضرور کوئی ایسے عمل کیئے ہیں جسکے نتیجہ میں اسکو یہ سزا ملی ہے - اس لئے اگر تناسخ کو نہ مانا جائے تو خدا کو ظالم ماننا پڑتا ہے - لیکن یہ غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف منصف و عادل ہی نہیں بلکہ وہ مالک الملک بھی ہے - اور مالک کو اپنی مملوک چیز پر کُلّی اختیار ہے جس طرح چاہے تصرُّف کرے - اسپر اعتراض کرنا جہالت ہے - پس یہ دلیل تناسخ پر ٹھیک چسپاں نہیں ہوتی - ہاں قیامت پر یہ دلیل ٹھیک بیٹھتی ہے - کہ دنیا میں ایک اچھے عمل کرتا ہے - دوسرا بُرے کام کرتا ہے - اس سے عقلی طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ سزا جزا کا ایک دن ضرور ہونا چاہیئے تاکہ بد کو بدی کی سزا اور نیک کو نیکی کا بدلہ دیا جائے - پس یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جزا سزا کا ایک دن ضرور ہے -

(۷) قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَھَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ الخ - مرنیکے بعد زندہ ہونے کا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک جامع مانع ثبوت دیا ہے - کافروں نے اعتراض کیا کہ مرنیکے بعد کون زندہ کریگا؟ جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ اللہ زندہ کریگا - کیونکہ بعض لوگ اللہ کو نہیں مانتے - اس لئے فرمایا کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہ زندہ کریگا - جس نے انکو پہلی بار زندہ کیا تھا - ایک خدا پرست تو کہیگا کہ اللہ نے پیدا کیا تھا تو دوبارہ بھی وہی پیدا کریگا - لیکن اگر کوئی کہے کہ پہلی بار خود بخود پیدا ہوگئے تھے - تو ہم کہیں گے کہ بس اسی طرح اب دوبارہ بھی خود بخود زندہ ہوجائینگے - پس حشر اجساد کا انکار بڑی جہالت ہے ؎ (حافظ سلیم احمد اٹاوی)

تشحیذ الاذہان کے مکمل فائل سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک بیس روپے میں ملتے ہیں انکیں نہایت قیمتی کار آمد علمی مذہبی مجموعہ مضامین ہے ؎

کمالات احمدیہ ۶ر معارف القرآن ۸ر مقصد مذہب ۳ر - الاستخلاف ۴ر - ؎

دفتر ریویو قادیان سے طلب کریں

نیز مرہم عیسیٰ کی ڈبیاں ۱ؔ؎ - ۱۲ر - ۱ؔر قیمت ہے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لفظ خاتم و آخری نبیؐ

نبوت کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ جسپر کافی سے زیادہ بحث ہو چکی ہے۔ اور اب اسپر کچھ لکھنا غیر ضروری سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر تاہم مندرجہ ذیل چند سطور کا لکھنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ منکرین نبوت کی طرف سے ہمیشہ آخری نبی کے الفاظ پیش کیئے جاتے ہیں۔ اور خاتم النبیین کی تفسیر میں عموماً آنحضرت صلعم کو آخرالانبیاءؑ بمعنی آخری نبی ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اسبات کو ثابت کر دکھانے کیلئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگانے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ مگر باوجود اس سر توڑ کوشش کرنے کے وہ اپنے مدعا میں ناکام رہتے ہیں۔ اس جگہ یاد رہے کہ لفظ خاتم ایسا لفظ نہیں ہے۔ کہ جسکو اہل زبان آنحضرت صلعم سے قبل استعمال نہ کرتے ہوں بلکہ اسکا استعمال اہل زبان کے محاورات میں جا بجا پایا جاتا ہے۔ پس ہمیں بجائے ادھر اُدھر ٹھوکریں کھانے کے عربی زبان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ خاتم النبیینؐ سے پہلے یہ لفظ عرب کے محاورات میں کن معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ اور اب کن معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تاکہ متنازعہ فیہ مسئلہ کو حل کرنے میں سہولت پیدا ہو۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرتؐ سے پہلے عرب میں خاتم القوم کا محاورہ مروّج تھا۔ جو کہ اب تک استعمال ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اسی کے مطابق لفظ خاتم نبی کریمؐ پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ اب ہم محاورات کا تتبع کر کے یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ جس شخص نے اسکے معنی آخری کے کیئے ہیں اس نے یا تو خود دھوکا کھایا ہے۔ یا پھر دوسروں کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

عرب خاتم القوم کے معنی ہمیشہ عدیم المثل۔ افضل۔ متبوع۔ درجے میں سب سے بڑھا ہوا وغیرہ وغیرہ کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ اسی طرح باقی لوگ بھی اسکو انہی معنی میں استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ اور کسی نے اسکے معنی آخری کے نہیں کیئے۔ بعض لوگ بڑے اصرار کے ساتھ کہا کرتے ہیں۔ کہ خاتم القوم کے معنی آخرھم کے ہی عرب کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے خاتم کے معنی آخری کرنے میں دھوکا کھایا ہے۔ اسی طرح اٰخرھم کے معنی اس جگہ آخری کرنے میں خطرناک غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کیونکہ عرب جہاں صرف خاتم القوم کے معنی آخری کے نہ کرتے تھے۔ وہاں اٰخرھم کے معنی عدیم المثل و افضل وغیرہ کے بھی لیتے تھے۔ چنانچہ ان معنی میں اٰخرھم کا استعمال انکے محاورات میں ملتا ہے۔

چنانچہ اوّل تو میں خاتم القوم کے محاورہ کی چند مثالیں ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں جن کو دیکھ کر ایک نابلد آدمی بھی پکار اُٹھیگا کہ خاتم کے معنی آخری لینے جہالت ہے۔ اسکے بعد میں آپکے سامنے وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثال پیش کرونگا۔ جس کے پیش کرنیکی خاطر میں نے یہ مضمون لکھا ہے۔ یعنی آخرھم کا استعمال بمعنی عدیم المثل عرب کے محاورات سے دکھاؤنگا۔ کیونکہ لفظ آخر پر ہی انکو بڑا ناز ہے۔ اور اسپر منکرین نبوت کی ساری جدجہد ختم ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ ثابت کرونگا کہ اگر ہم خاتم القوم کے معنی آخر القوم بھی لے لیں تو پھر بھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ خاتم القوم کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) فجع القریض بخاتم الشعراء وغدیر روضتها حبیب الطائی۔

(۲) اسی طرح مؤطا شرح کے ٹائیٹل پر یہ عبارت لکھی ہے:-

"الجزء الاول من شرح خاتم المحققین وامام العارفین العلامة سیدی محمد الزرقانی علی صحیح المؤطا"

(۳) باب الحیات صفحہ ۷۵ خاتم المحققین جلیل القدر اور مشہور فاضل مرحوم"

(۴) ان المقامات التی ابتدعها تاج الادباء وخاتم البلغاء الشیخ العلامة ابو محمد القاسم بن علی الحریری البصری سقاہ اللّٰہ ثراہ (مقامات حریری)

(۵) نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة۔

ان تمام حوالوں میں سے کسی میں بھی خاتم بمعنی آخری استعمال نہیں ہوا خصوصاً آخری مثال میں تو نبی کریم صلعم نے خود اس کا استعمال کرکے دکھا دیا۔ اگر خاتم کے معنی آخری کے تھے۔ تو پھر اس فقرہ سے عم نبی کو کونسی خوشی حاصل ہوسکتی تھی جو حضور نے اطمئن فرمایا۔

میرے خیال میں اس قدر مثالیں ایک خدا ترس انسان کو حق کی طرف مائل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اب ان حوالوں کے بیان کر چکنے کے بعد میں آخر القوم کے محاورہ کو لیتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ آخر القوم کے معنی بھی اگر لے لئے جائیں تو بھی انکا مقصد ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ عرب جہاں آخر القوم کو بمعنی آخری شخص استعمال کرتے تھے۔ وہاں عدیم المثل کے معنی میں بھی بولا کرتے تھے۔ چنانچہ میں اسکی مثال عرب کے اشعار سے پیش کرتا ہوں۔ دیکھو باب الحماسہ مصری صفحہ ۱۳۱ لکھا ہے۔"

وقال قیس یمدح بنی زیاد العبسیین کانوا سبحة وکان ربیع ابن زیاد افضلهم انکی ماں سے کسی نے دریافت کیا ای بنیک افضل تو اس نے جواب دیا ثکلتهم ان کنت ادری ایهم افضل۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقصود اس کلام سے یہ ہے۔ کہ شاعر نے ان کی مدح میں کُل تین شعر کہے ہیں۔ اور تیسرے شعر میں ربیع کو باقیوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اور شعر میں لفظ آخر کو اس مقصد کو ادا کرنے کیلئے لایا ہے۔ اور سوائے اسکے اور کوئی لفظ اسپر دال نہیں ہے۔ اس لئے شارح بھی لفظ آخر کے معنی عدیم المثل وافضل کرنے پر مجبور ہوا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ ؎

شریٰ وُدّی وشکری من بعید ٭ لاٰخر غالب ابداً ربیع

اس شعر میں شاعر نے ربیع کی تعریف میں اٰخر بنی غالب بمعنی افضلھم استعمال کیا ہے۔
چنانچہ شرح حماسہ عربی میں اس شعر کے نیچے لکھا ہے:۔

"وابداً قیدٌ الاٰخرَ واراد بہٖ نفس ربیع یقول شریٰ وُدّی وشکری منھم ربیع من مکان بعید لرجُلٍ ھو اٰخر بنی غالبٍ ابداً حیث لا یکون مثلہٗ فیھم یعنی شریٰ لنفسہٖ"

اسکے علاوہ شارح ذوالفقار علی دیوبندی اُردو شرح میں لکھتے ہیں:۔

"ترجمہ۔ ربیع بن زیاد نے (میری دوستی اور شکر دور بیٹھے ایسے شخص کے لئے جو بنی غالب میں آخر شخص ہے یعنی ہمیشہ عدیم المثل ہے) خرید لیا ہے۔ اور مراد عدیم المثل سے بھی ربیع ہے"

اب اگر کسی کو احقاق حق منظور ہو تو سب جھگڑے یہیں ختم ہو جاتے ہیں۔

اس حوالہ سے معلوم ہُوا کہ خاتم القوم کے معنی اٰخرھم لیکر بھی وہ اس بحث میں چل نہیں سکتے کیونکہ اسجگہ بھی انکے مقصد کے خلاف ہی بات ثابت ہوتی ہے۔ جو لوگ لفظ آخر کو آخری کے معنی میں محدود سمجھتے ہیں۔ انکو جان لینا چاہیئے کہ وہ غلطی پر ہیں اور وہ اصل زبان کے منشاء کے خلاف معنی کرتے ہیں۔

اسی محاورہ کے مطابق نبی کریم صلعم نے یہ فرمایا تھا کہ انّی اٰخر الانبیاء وانّ مسجدی اٰخر المساجد۔ نبوّت کے متعلّق جتنی احادیث آئی ہیں۔ یہ فقرہ ان سب کی تفسیر ہے۔ اس فقرہ میں دو جگہ پر لفظ آخر استعمال ہُوا ہے۔ اور دونو کا آپس کا تعلّق بتاتا ہے کہ اسکے معنی آخری کرنے حدیث کا خون کرنا ہے۔ اس حدیث سے تمام جھگڑا اُٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے بتا دیا کہ اٰخر کے اسجگہ معنی آخری کرنے ٹھیک نہیں بلکہ اسکے علاوہ کچھ اور معنی ہیں اور وہی متنازعہ فیہ آیت میں مقصود ہیں۔ خصوصًا اسوقت جبکہ وہ آیت مقام مدح میں واقع ہے۔ ورنہ اگر ہم اسکے معنی آخری کے کریں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان مسجدی آخر المساجد کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ پس معنی وہ کرنے چاہئیں جو اس جگہ چسپاں بھی ہو سکیں اور قائل کے منشاء کے خلاف نہ ہوں۔ ورنہ اسکے خلاف معنے کرنیوالا تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ کا مصداق ہوگا۔

پس جب ہم نے آخرھم کے معنی عدیم المثل محاورہ عرب سے دکھا دیئے تو خاتم کے معنی بھی ظاہر ہو گئے۔ یہ محاورہ عربی زبان کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے۔ بلکہ ہر زبان میں اسکے مترادف محاورے استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ اردو میں عموماً یہ زبان زد خلائق ہے۔ کہ سخاوت حاتم پر ختم ہو گئی۔ مگر اسجگہ کوئی اسکے یہ معنی نہیں لیتا کہ اسکے بعد کوئی سخی نہیں بلکہ بالاتفاق اسکے یہی معنی کرتے ہیں کہ حاتم سخاوت میں عدیم المثل ہے۔

علاوہ ازیں ہمارے پاس ایسے دلائل موجود ہیں۔ جو مخالفین کے معنی کو رد کرتے ہیں اور ہمارے معنی کی تائید میں ہیں۔ چنانچہ کنز العمال میں ایک حدیث یوں آئی ہے:۔

(۱) "ابو بکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبیًا" اب جسکو خدا کا خوف ہو وہ فائدہ اٹھائے۔

(۲) حجج الکرامہ۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ للعباس فیکم النبوۃ والمملکۃ۔

(۳) عن ابی موسیٰ الاشعری قال کان رسول اللہ یسمّی لنا نفسہ انا محمد واحمد والمقفّی۔

المقفّی میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام مقفّی تھے اور خدا فرماتا ہے کہ قفّینا من بعدہ بالرسل اسی طرح میں بھی مقفّی ہوں اور میرے بعد نبی آئیگا۔ چنانچہ آنیوالے مسیح موعودؑ کا نام آپؐ نے نبی رکھا۔

(۴) فتوحات مکیہ صفحہ ۱۵۵۔ فالنبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃ فی الخلق وان کان التشریع قد انقطع۔

فتوحات مکیہ صفحہ ۳ ولا نبی بعدہ ای لا مشرع خاصۃ لانہ لا یکون بعدہ نبی۔

پس خاتم النبیینؐ کے معنی آخری نبی کرنا ٹھیک نہیں اسی طرح آخر الانبیاءؐ کے بھی یہی معنی ہیں کہ حضورؐ کے بعد امتی نبی کے سوا کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امتی نبی کوئی نئی شریعت نہ لائیگا۔ اور نہ ہی مستقل نبی ہوگا۔ بلکہ وہ آپ کے ہی حکم میں ہوگا نہ کہ کوئی الگ نبی۔ اور افضلیت بھی صرف اسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے۔ جبکہ آپکے کامل متبعین میں سے کوئی نبی کا درجہ پائے ٭ والسلام

محمد ابراہیم (مولوی عالم) قادیان دار الامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم جو نبیؐ پر نازل ہوا وہ یہی ہے جو ما بین دفتیں موجود ہے اور لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب قرآن کریم ایک ہی جلد میں باترتیب مدوّن و مولف ہوگا تب ہی خدا تعالےٰ کا وعدہ انّ علینا جمعہ پورا ہوگا۔

بعض کہتے ہیں کہ جمع قرآن کا وعدہ قرآن کے حفظ کرنے کے ساتھ پورا ہوگیا کیونکہ رسول اکرم صلعم نے کثیر التعداد صحابیوں کو قرآن کریم حفظ کرایا تھا۔ مگر یہ خیال صریح غلط ہے جمع کا حقیقی لفظی معنیٰ قریب قریب لکھنے اور تالیف کرنے کا ہے۔ کسی جگہ مجازی طور پر جمع کا معنیٰ حفظ لیا جاسکتا ہے بشرطیکہ حقیقی معنی نہ لینے کا کوئی قرینہ موجود ہو۔ ورنہ خواہ مخواہ یونہی اُسکا معنیٰ حفظ لینا فاش غلطی ہے اس آیت میں بھی ایسا کوئی قرینہ نہیں کہ ہم جمع کا معنیٰ حفظ لے لیں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کی حفاظت کرنیکا وعدہ انّا نحن نزّلنا الذکر و انا لہ لحافظون میں کیا ہے کسی کتاب کو محفوظ کرنیکے دو ہی طریق ہوسکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کتاب کو حفظ کرلیا جائے اور دوسرے یہ کہ اس کتاب کو لکھ لیا جائے اور یہ بھی صاف ہے کہ اوّل الذکر صورت میں نقصان کا خدشہ ہے جو کہ دوسری صورت میں نہیں ہے۔ اور حدیث سے بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت کے قرّاء یعنی حفاظ قرآن بھول جایا کرتے تھے تو دوسرے یا تو ٹوک دیتے تھے یا قرآن کریم کو دیکھ لیتے تھے سو کتاب کی حفاظت کے دو طریقوں میں سے لکھنے والا طریقہ افضل ہے اسلئے جناب رسالتمآبؐ اپنی زیر نگرانی قرآن کریم کو لکھوایا کرتے تھے۔ پس ان علینا جمعہ و قرآنہ کا مطلب حفظ کرلینے سے پورا نہیں ہوسکتا جمع قرآن کا وعدہ جب ہی پورا ہوگا جبکہ ایک کتاب میں اسکو باترتیب لکھا جائے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ جمع قرآن کا کام ایسا تو نہیں کہ یہ اگر رسول اللہ صلعم کے حین حیات میں سرانجام نہ ہو تو کوئی فتور لازم نہ آئے دینی کام اور پیشگوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک ایسے کام ہیں کہ اگر بعد میں بھی ہوں تو کوئی نقصان نہیں مثلاً کسی ملک کے فتح کرنے کی پیشگوئی رسول اللہ صلعم کے وقت میں پوری نہ ہو اور کسی خلیفہ یا اسکے بعد کے وقت میں بھی پوری ہوجائے تو اس سے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا مگر بعض ایسے کام ہوتے ہیں۔ جنکے لئے ضروری ہے کہ حضرت شارع علیہ السلام کی زندگی میں کامل اور مکمل طور پر پورے ہوں مثلاً نماز کا طریقہ سکھلانا یا حج کے احکام و ارکان پر عمل کرانا یہ ایسے کام ہیں کہ انکے متعلق یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ صلعم کے وقت میں نہ ہوں اور بعد میں جاکر ہوں۔ میرے نزدیک جمع قرآن کریم کے کام کی نوعیت ایسی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک میں یہ کام ہونا چاہیئے کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کسی کو غیر مسلم ہونیکی وجہ سے قتل کر دینے کی اجازت نہیں دیتا

میں قرآن شریف کی اُس آیت کو لیتا ہوں جس کو آیت سیف کا خطاب دیا گیا ہے اور جس کی بنا پر قرآن شریف کی چہار صد آیات کو منسوخ کہا جاتا ہے۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے:۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

"پس جب امن والے مہینے گذر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اُن کو پکڑو اور اُنکو گھیرو اور اُن کے لئے ہر گھات کی جگہ میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اُن کی راہ خالی کردو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

اب اس آیت کو تمام مشرکین عرب کے لئے عام کر دیا گیا ہے خواہ اُنہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام مشرکین عرب بغیر کسی تمیز کے قتل کریں۔ صرف اُن لوگوں کو چھوڑیں جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہکر اپنی جان بچالیں۔ حالانکہ اگر اسی آیت پر اور اس کے سیاق سباق پر نظر کی جاتی تو ایسا غلط نتیجہ نہ نکالا جاتا۔

یہ آیت کریمہ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ کے الفاظ کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ یہ اشہر حرم کونسے مہینے ہیں یہ وہی اربعۃ اشہر ہیں جن کا ذکر اس آیت سے قبل اس سورۃ کی دوسری آیت میں آچکا ہے۔ یہ سورہ شریفہ اس طرح شروع ہوتی ہے:۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝

"بیزاری ہے اللہ اور اُس کے رسول سے اُن مشرکوں کی طرف جن سے تم نے عہد باندھا پس پھرو زمین میں چار مہینے اور جانو کہ تم اللہ کو عاجز کرنیوالے نہیں۔ اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنیوالا ہے"

وہ کون سے مشرک ہیں جن کو چار مہینوں کے لئے آزادی دی گئی۔ کیا وہ عرب کے تمام مشرک تھے یا مشرکین کا کوئی خاص گروہ؟ مندرجہ بالا آیت بتا رہی ہے کہ یہاں تمام مشرکین عرب کا ذکر نہیں بلکہ اُن مشرکین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ذکر ہے جن کے ساتھ مسلمانوں نے مصالحت کا عہد باندھا تھا۔ پس آیت زیر بحث میں انہی مشرکین کا ذکر ہے جن سے مسلمانوں نے اس سے قبل عہد باندھا تھا اور جن کو چار مہینوں کی مہلت دی گئی تھی۔ انہی مشرکین کے متعلق حکم ہے کہ جب یہ چار امن کے مہینے گذر جائیں تو انکے ساتھ قتال شروع کرو۔ تمام مشرکین عرب کا ذکر نہیں۔ پس جو لوگ اس آیت کو تمام مشرکین عرب پر چسپاں کرکے اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ تمام مشرکین عرب کو بغیر کسی تمیز کے قتل کرنے کا حکم تھا انکی غلطی ظاہر ہے۔ یہاں مشرکین کے ایک خاص حصّہ کا ذکر ہے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ امن کا عہد باندھا تھا۔ تمام مشرکین عرب کا یہاں ذکر نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا جن مشرکین کے ساتھ مسلمانوں نے امن کا عہد باندھا تھا اب اُن سے کیوں جنگ شروع کی جاتی ہے۔ کیا مسلمان اپنے عہد کو توڑینگے؟ اس کا جواب بھی اسی سورۃ کی آیات میں آیت زیر بحث کے ماقبل اور مابعد میں موجود ہے۔ آیت زیر بحث سے متصل پہلی آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝

"سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے عہد باندھا اور انہوں نے تمہارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی ہے پس انکی مدّت تک اُن کا عہد اُن سے پورا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ متّقیوں سے محبّت کرتا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہُوا کہ صرف ایسے مشرکوں کے ساتھ چار مہینے گذرنے کے بعد جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا جنہوں نے اپنے عہد کو توڑ دیا تھا اور مسلمانوں کے خلاف دوسرے لوگوں کی مدد کی تھی اُن مشرکوں کے ساتھ جنگ نہ تھی جو اپنے عہد پر قائم تھے۔ اور عہد کا قائم رکھنا خواہ وہ مشرکین کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا تقاضا ہے اور وہ مسلمان خدا تعالیٰ کے نزدیک متّقی شمار کیے جاتے ہیں جو اپنے عہد پر قائم رہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مشرکین کے ساتھ تم اپنے عہد پر قائم رہوگے تو خدا تم سے پیار کریگا۔ پھر اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝

"سوائے انکے جنکے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا تھا۔ پس جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم بھی اپنے عہد پر قائم رہو۔ یقیناً اللہ متّقیوں کو پسند کرتا ہے"۔

اس آیۂ کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کا استثناء فرماتا ہے جن کے ساتھ مسلمانوں کا عہد تھا اور اب تک وہ اپنے عہد پر قائم تھے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ مت کرو بلکہ جب تک وہ اپنے عہد پر قائم ہیں تم بھی اپنے عہد میں قائم رہو۔ یہی تقویٰ کی راہ ہے۔ تم اگر ان مشرکین کے ساتھ اپنے عہد کی رعائت رکھوگے۔ تو خدا تم سے پیار کریگا۔

اس آیت کریمہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ صرف اُن کے ساتھ جنہوں نے اپنے عہد کو توڑ دیا تھا جنگ کا حکم تھا۔ اس کا ثبوت خود اُنھی آیات میں موجود ہے جنمیں اُن مشرکیں کا ذکر ہے جن سے جنگ کرنیکا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ ان کی نسبت فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ
فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ
اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ
وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ
اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ
وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُذْهِبْ
غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ
يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

"ان مشرکین کا (جن کے ساتھ تمھیں جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے) یہ حال ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو تمھارے حق میں نہ عہد کی رعایت رکھیں نہ قرابت کی۔ وہ اپنے مونہوں سے تم کو خوش کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور انکے دل انکار کرتے ہیں۔ اور اُن میں سے اکثر بد عہد ہیں۔ آیات اللہ کے بدلہ تھوڑا مول لیتے ہیں اور خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں یقیناً جو کچھ وہ کرتے ہیں بہت بُرا ہے وہ کسی مومن کے حق میں نہ عہد کی رعایت رکھتے ہیں اور نہ قرابت کی اور یہی ہیں حد سے نکلنے والے۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں۔ اور اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمھارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سرداروں سے لڑو۔ یقیناً اُن لوگوں کے لئے کوئی قسمیں نہیں۔ تاکہ وہ باز رہیں۔ کیا نہ لڑوگے تم ایسی قوم سے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑا اور رسول کو نکالنے کا قصد کیا اور انہوں نے تمھارے ساتھ لڑائی کرنے میں ابتدا کی۔ کیا تم اُن سے ڈرتے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ تم اُس سے ڈرو۔ اگر تم مومن ہو۔ اُن سے لڑو۔ اللہ تعالیٰ تمھارے ہاتھوں سے انہیں عذاب کریگا۔ اور اُن کو ذلیل کرے گا۔ اور اُن کے مقابل میں تمھاری مدد کریگا اور مومن قوم کے سینوں کو شفا دیگا۔ اور انکے دلوں کے غیظ کو دُور کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے جسپر چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم چھوڑ دیئے جاؤگے بغیر اسکے کہ اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرے کہ تم میں سے وہ کون ہیں جنھوں خدا اور انکے رسول اور مومنوں کے سوا کسی اور کو دلی دوست نہیں بنایا اور اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں سے بخوبی آگاہ ہے۔"

ان آیات کا مضمون واضح ہے۔ کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ان آیات میں قتال کے حکم کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ اور ان سے حسب ذیل نتائج پیدا ہوتے ہیں:۔

۱۔ جن مشرکین کے ساتھ جنگ کا حکم دیا گیا وہ باوجود معاہد ہونے کے موقعہ ملنے پر اپنے عہد کی ذرا پروا نہیں کرتے تھے۔ جب مسلمانوں پر کوئی غلبہ کا موقعہ دیکھتے تو اپنے عہد کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیتے تھے۔ (وان یظھروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا ولا ذمۃ)

۲۔ انکی عداوت مسلمانوں کے ساتھ اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے عزیز رشتہ داروں کو بھی موقعہ ملنے پر قتل کر دینے سے گریز نہیں کرتے تھے صرف یہی نہیں کہ عہد کی پروا نہیں کرتے تھے بلکہ قرابت کا بھی لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ (لا یرقبون فی مومن اِلّا ولا ذمہ)

۳۔ اُن کی صلح صرف دھوکہ دینے کی نیت سے تھی۔ دل میں عداوت رکھتے تھے۔ (یرضونکم بافواھھم وتابیٰ قلوبھم)

۴۔ جنگ صرف عہد کے توڑنے کی صورت میں تھی۔ (وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۔ جن مشرکین کے ساتھ جنگ کی گئی۔ انہوں نے اپنے عہد کو توڑا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنا چاہا تھا اور لڑائی کی ابتدا ان مشرکین کی طرف سے ہوئی تھی۔ انہوں نے پہلے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔ (الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدءوكم اول مرة)

۶۔ وہ لوگوں کو اسلام لانے سے روکتے تھے یعنی اسلام لانیوالوں کو دکھ دیتے تھے تا لوگ اسلام قبول کرنے سے باز رہیں۔ (فصدوا عن سبيله)

۷۔ وہ اپنی حد سے گذری ہوئی شرارتوں کی وجہ سے اس امر کے مستحق ہو گئے تھے کہ انکو عذاب الٰہی کے ذریعہ ہلاک کیا جاتا جسطرح کہ پہلے انبیاء کے دشمن ہلاک ہوئے۔ مگر بجائے اسکے کہ آسمان سے انپر کوئی عذاب نازل ہوتا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں انکو عذاب دیا۔ (قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم ويخزهم وينصركم عليهم)

۸۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے انکو عذاب دینے میں ایک غرض یہ تھی کہ انکے مظالم اور خونریزیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے دل زخمی ہو چکے تھے اور ان کے دل میں ان کی طرف سے سخت تکلیف اور دکھ بھرا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے انکو سزا دلوا کر مسلمانوں کے دلوں کو شفا دے اور ان کے دلوں کے غیظ کو دور کرے۔ (ويشف صدور قوم مؤمنين ويذهب غيظ قلوبهم)

۹۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے سزا دلوانے میں مشرکوں پر ایک رحم کی صورت بھی تھی۔ یعنی اگرچہ وہ اپنی تعدیوں کی وجہ سے واجب القتل ٹھیر چکے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انپر یہ رحم کیا کہ مسلمانوں کو حکم دیا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار کرے اور اسلامی احکام کی پابندی اختیار کرے تو اسکا جرم معاف کر دو اور مسلمانوں کو جو انہوں نے قتل کے ذریعہ اور دیگر ذرائع سے دکھ دیا ہوا ہے اسکو دل سے نکالدو اور اسکو اپنا بھائی سمجھو۔ (ويتوب الله على من يشاء۔ والله عليم حكيم۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة فاخوانكم في الدين)

۱۰۔ عہد شکن خونی اور غدار مشرکین کے ساتھ قتال کا حکم دینے میں صرف یہی منشاء نہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے انکو سزا دی جائے بلکہ یہ بھی منشاء تھا کہ قتال کے حکم کے ذریعہ مسلمانوں کی بھی آزمائش ہو جائے۔ (ام حسبتم ان تتركوا ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة والله خبير بما تعملون)

یہ دس نتائج ہیں جو ان آیات سے پیدا ہوتے ہیں جو آیت زیر بحث کے متصل اسی سورہ کریمہ میں واقع ہیں اور ان سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ان مشرکوں کے ساتھ اس لئے جنگ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان نہیں کیا گیا تھا کہ وہ مشرک تھے بلکہ اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ابتداء کی وہ لوگوں کو دُکھ دیتے تھے تا وہ اسلام قبول کرنے سے رُک جائیں۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ عہد کرکے توڑ دیتے تھے اور جب اُنکو مسلمانوں کو قتل کرنیکا موقعہ مل جاتا تھا تو اسوقت نہ عہد کی پروا کرتے تھے اور نہ قرابت کا لحاظ کرتے تھے۔ قریبی رشتہ داروں کو بھی اسلام کی وجہ سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ یہ لوگ تھے جن کے ساتھ قتال کا حکم ہوا۔ پھر یک لخت بغیر اطلاع کے اُن پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ چار ماہ کا نوٹس دیا گیا آجکل کی مہذب سے مہذب قومیں بھی عہد شکنی کی صورت میں اور بعض اوقات بغیر عہد شکنی کے بھی بغیر کسی نوٹس کے حملہ کر دیتی ہیں۔ اور اگر نوٹس بھی دیں تو گھنٹوں کا نوٹس ہوتا ہے نہ مہینوں کا۔ مگر یہاں ایسی عہد شکن قوم کو ۴ ماہ کا نوٹس دیا گیا اور اگرچہ وہ لوگ واجب القتل تھے اور انصاف کے رُو سے کسی صورت میں بھی اُن کی جان بخشی نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر اُن کے ساتھ یہ رحم کیا گیا کہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا اگر وہ اپنی مرضی سے تائب ہو کر اسلام قبول کریں اور احکام اسلام کی پابندی اختیار کریں تو پھر تم اس بات کو بھلا دو کہ انہوں نے تمہارے بھائیوں کا ناحق خون گرایا ہے اور وہ مسلمانوں کے قاتل ہیں اور ان کو اپنے بھائی سمجھو اور اُن سے ایسا برادرانہ سلوک کرو کہ اُنکی شرمندگی دُور ہو جائے اور وہ تمہارے احسان کو دیکھ کر تم سے محبت کرنے لگیں اور یہ کوئی نیا حکم نہیں تھا بلکہ پہلے سے اسلام میں موجود تھا۔ بعض اوقات ایسا واقعہ ہوا کہ جب ایک شخص کفار کی طرف سے لڑتا ہوا ایک مسلمان کی تلوار کے نیچے آیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہدیا۔ اور مسلمان نے یہ سمجھ کر کہ یہ سچے دل سے اسلام کو قبول نہیں کرتا صرف اپنی جان بچانے کے لئے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ اُسکو باوجود اقرار توحید کے قتل کر دیا اور جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضورؐ کے دل کو سخت تکلیف ہوئی اور حضورؐ سخت ناراض ہوئے اور جب اس صحابی نے یہ عذر کیا کہ اُس نے میری تلوار سے ڈر کر لا الٰہ الا اللہ کہا تو آپؐ نے پوچھا ھل شققت قلبہ۔ کیا تُو نے اُسکے دل کو چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ نہیں کہتا۔ ایسا ہی بعض اوقات جنگ کے سفروں میں جب کوئی شخص مسلمانوں کو السلام علیکم کہتا تو وہ سمجھتے کہ صرف جان بچانے کیلئے ایسا کرتا ہے اور اسکو قتل کر دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا۔ (نساء ع ۱۳)

بات یہ ہے کہ کئی لوگ دل میں مسلمان ہوتے تھے اور اسلام کو سچا سمجھتے تھے مگر اپنی قوم کے خوف سے اپنے اسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے اور اُنکے ڈر سے مسلمانوں کے خلاف لڑائیوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اسلئے اگر ان میں سے کوئی شخص جنگ کے وقت لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتا تو یہ ضروری نہ تھا کہ وہ دل میں کافر ہی تھا۔ صرف ظاہر سے اسلام کا اقرار کرتا تھا بلکہ بہت تھے جو دل میں مسلمان تھے اور ظاہر میں کافر۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے لوگوں کو اسلام کے اقرار پر چھوڑ دینا بھی درحقیقت رحم ہی تھا کیونکہ وہ مشرکین کے لشکر میں شامل ہو کر اس رعایت کے مستحق نہیں رہے تھے۔ ایسے لوگوں کی نسبت جو باوجود دل میں اسلام کو سچا سمجھنے کے کافروں میں شامل رہتے اور انکی فوج کشیوں میں شریک ہوتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین توفّٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللّٰہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولٰئک ماوٰھم جھنّم وساءت مصیرا۔

غرض اسی سورہ توبہ کی ابتدائی آیات سے جن میں مخالفین کی "آیت السیف" شامل ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ مشرکین کے ساتھ اس لئے جنگ نہیں کی گئی تھی کہ وہ مشرک تھے اور جنگ کا یہ منشا نہیں تھا کہ انکو جبر سے مسلمان کیا جائے بلکہ جنگ اس لئے کی گئی کہ انہوں نے جنگ میں ابتدا کی۔ عہد باندھ کر غداری کی اور مسلمانوں کو قتل کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اور مسلمانوں کو جو یہ کہا گیا کہ اگر ان میں سے بعض تائب ہو کر اسلام کے احکام بجا لائیں تو انکو اپنا بھائی سمجھو یہ ان لوگوں پر ایک رحم تھا کیونکہ وہ واجب القتل ٹھیر چکے تھے۔ اور انکے اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنے پر انکو معاف کرنا یہ ایک رحم تھا جو انپر کیا گیا۔ جنگ اسلئے نہیں کیگئی تھی کہ انکو جبر سے مسلمان کیا جائے۔

اس آیت کے متصل بعد جو آیت آتی ہے وہ بھی نہایت وضاحت سے اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ دین میں جبر نہیں۔ اور وہ آیۂ کریمہ یہ ہے:۔ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتّٰی یسمع کلام اللّٰہ ثم ابلغہ مامنہ ذٰلک بانھم قوم لایعلمون۔ "اور اگر ان مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسکو پناہ دیدو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سن لے پھر اسکو اسکی جائے امن میں پہنچا دو" یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ دین میں جبر نہیں اور پھر طرفہ یہ ہے کہ یہ آیۂ کریمہ اس آیت کے متصل بعد آئی ہے جسکو آیت السیف کہا جاتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ قرآن شریف مشرکین کو جبر سے مسلمان بنانے کا حکم دیتا ہے۔

میں معترضین کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ قرآن شریف سے کوئی ایسی آیت نکالکر پیش کریں جس میں یہ صاف حکم موجود ہو کہ مشرکوں کے ساتھ صرف اسلئے جنگ کرو کہ وہ مشرک ہیں اور تمھاری جنگ کرنیکی غرض یہ ہو کہ تم جبر سے انکو مسلمان بناؤ۔ یہ ایک غلط خیال ہے جو قرآن شریف کی آیات پر غور نہ کرنیکی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور اسی غلط خیال کی بنا پر قرآن شریف کی چار سو آیت کو جواب دیا جاتا ہے اور لا اکراہ فی الدین کی طرح طرح کی تاویلیں کیجاتی ہیں۔ کبھی تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اہل کتاب کے متعلق ہے۔ حالانکہ اس آیۂ کریمہ میں کسی قوم کی تخصیص نہیں کیگئی۔ بلکہ آیت کے الفاظ عام ہیں اور ایک محکم اصول کو بطور قاعدہ کلیہ کے بیان کرتے ہیں اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس آیۂ کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ دین میں بیشک جتنا چاہو جبر کرو۔ دین کیلئے جبر کرنا کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جبر نہیں ہے۔ اور جب کوئی تاویل پیش نہیں جاتی تو کہدیتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ گویا دائمی سچائیاں اور مستقل حقیقتیں بھی منسوخ ہوجایا کرتی ہیں ✣

مسلمانوں کا اہم فرض "سائمن کمیشن کے متعلق"

مسلمانوں کا اہم فرض ہے کہ تمام خیالات کو ترک کرکے وہ اس موقعہ کے لئے تیار ہوجائیں۔ اور اپنے حقوق کو بالوضاحت کمیشن کے سامنے پیش کریں۔ میرے نزدیک یہ مسائل ہیں جنکے متعلق مسلمانوں کو تیار ہوجانا چاہیئے۔

اوّل:-

قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کی حفاظت اسکے متعلق پورے طور پر اپنے مطالبات اور دلائل کا ذخیرہ جمع کرلینا چاہیئے۔ یورپ میں چونکہ پارٹیوں کی طاقت بدلتی رہتی ہے۔ اس لئے انگریزوں کے نزدیک قلیل التعداد کی حفاظت کا سوال چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جو آج کم ہیں۔ کیوں وہ زیادہ ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ وہاں پارٹیوں کی بنیاد سیاسی خیالات پر ہے۔ جو بدلتے رہتے ہیں۔ اور یہاں مذہب پر جو بہت کم بدلتا ہے۔ اور اس وجہ سے جو کثیر التعداد ہیں۔ وہ ظاہر حالات میں ہمیشہ کثیر التعداد رہیں گے۔ جب تک تبلیغ سے انکو اپنا ہم مذہب نہ بنالیا جائے۔ اور قلیل التعداد جماعت ہمیشہ گھاٹے میں رہیگی۔ پس انگلستان اور ہندوستان کے فرق کو سمجھا کر کمیشن کے پرانے تعصب کو جسے ہندو بیانات نے اور بھی بڑھا دیا ہے۔ دور کرنا چاہیئے۔

دوسرے:-

ادنیٰ اقوام کے حقوق کا سوال گو یہ سوال اسلامی نہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ادنیٰ اقوام کی مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اسوقت تک ہندوؤں کو مسلمانوں پر غلبہ ادنیٰ اقوام کی وجہ سے ہے۔ ہندو لوگ چوہڑوں وغیرہ کو حق تو کوئی نہیں دیتے لیکن انہیں ہندو قرار دیکر انکے بدلہ میں خود اپنے لئے سیاسی حقوق لے لیتے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ انہیں اُبھاریں۔ انکی تنظیم میں مدد دیں اور کمیشن کے سامنے انکے معاملہ کو پیش کرنے میں اعانت کریں۔

تیسرے:-

جُداگانہ انتخاب یہ مستقل طور پر کوئی حق نہیں۔ لیکن ہندوستان میں اسکی سخت ضرورت ہے اور اسکے بغیر کبھی بھی مسلمان ترقی نہیں کرسکیں گے۔ پس اس امر پر زور ہونا چاہیئے۔ کہ اس حق کو ہندوستان کے اساسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قانون میں داخل کیا جائے۔ اور جب تک مسلمان قوم بحیثیت قوم راضی نہ ہو اس میں کوئی تبدیلی نہ کیجا سکے۔

چوتھے:۔

مسلمانوں کی کثرت آبادی کا لحاظ

پنجاب اور بنگال اور جو آئیندہ صوبے بنیں۔ جن میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو۔ ان میں مسلمانوں کو اسقدر حقوق دیئے جائیں۔ کہ ان کی کثیر التعداد قلیل التعداد نہ ہو جائے۔ اسوقت بنگال کے چھپن فیصدی مسلمانوں کو چالیس فیصدی حق ملا ہوا ہے۔ اور پنجاب کے پچپن فیصدی کو قریباً پنتالیس فیصدی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان کسی صوبہ کو بھی اپنا نہیں کہہ سکتے۔ اور آزادانہ ترقی کیلئے کوئی بھی راستہ نہیں کھلا۔

پانچویں:۔

صوبہ سرحد میں اصلاحات

صوبہ سرحدی میں اصلاحی طریق حکومت کیلئے کوشش ہونی چاہیئے۔ اور سندھ کے متعلق یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ وہ بمبئی سے الگ کیا جا کر ایک مستقل صوبہ قرار دیا جائے۔

چھٹے:۔

کامل مذہبی آزادی

اس امر کو اساسی قانون میں داخل کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی دوسری قوم آزادی کے کسی مرتبہ پر بھی کسی ایسے امر کو جو کسی دوسری قوم کی مذہبی آزادی سے تعلق رکھتا ہو۔ محدود نہیں کر سکے گی خواہ براہ راست مذہبی اصلاح کے نام سے خواہ تمدنی اور اقتصادی اصلاح کے نام سے بلکہ ہر قوم کی اقتصادی اور تمدنی اصلاح خود اس کے منتخب شدہ ممبروں کے اختیار میں رہنی چاہیئے۔

ساتویں:۔

تبلیغ میں آزادی

تبلیغ ہر وقت اور ہر زمانہ میں قیود سے آزاد رہیگی۔ اور اسے کسی رنگ میں روکا نہیں جائیگا مثلاً یہ شرط لگا کر مجسٹریٹ کی اجازت سے کوئی شخص مذہب بدل سکتا ہے وغیرہ ذالک۔ اس قسم کی قیود سے پہلے مختلف ملکوں میں تبلیغ کو روکا گیا ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بھی ہندو لوگ ایسا ہی کریں۔

آٹھویں:۔

زبان کا سوال

کہ زبان کو کبھی قانوناً نہیں بدلا جائیگا۔ مسلمانوں کو اردو زبان میں تعلیم حاصل کرنے کی پوری اجازت ہوگی۔ اور جن صوبوں میں اردو رائج ہے۔ ان میں اردو زبان قانونی زبان ہمیشہ کے لئے قائم رہیگی۔ زبان کا سوال کسی قوم کی ترقی کیلئے اہم سوال ہوتا ہے۔ پس اسکو نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یورپ میں بعض سخت جان قوموں کو انکی زبانیں بدل کر ہی بند کیا گیا ہے۔ پس کچھ تعجب نہیں۔ کہ کسی دن ہندوؤں کی طرف سے بھی ایسی ہی کوشش ہو۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے امور ہیں۔ لیکن یہ اہم امور ہیں جنکو نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر شہر اور قصبہ میں اسلامی انجمنیں

مگر سوال یہ ہے۔ کہ ان امور کو کمیشن تک بصورت احسن پہنچا دیا جائے اس کے لئے میری طرف سے یہ تجویز ہے۔ کہ ہر شہر اور ہر قصبہ میں ایک اسلامی مقامی انجمن بنائی جائے جو کسی خاص خیال کی پابند نہ ہو۔ اس کی غرض صرف یہ ہو۔ کہ تمام تجاویز جو مختلف لوگوں یا انجمنوں کی طرف سے شائع ہوں۔ وہ انپر غور کرے۔ اور سب تجاویز پر غور کر کے اپنی ایک رائے قائم کرے۔ اسکے بعد جس جس جماعت سے اس کا خیال ملتا ہو۔ ریزولیوشن کے ذریعہ سے اسے اطلاع دے۔ کہ فلاں فلاں شہر کے مسلمانوں کی کثرت اس خیال میں آپ سے متفق ہے۔ قلیل التعداد خیال کی رائے کو بھی شائع کیا جائے۔ اس طرح ایک بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک رائے پر آزادانہ غور ہو سکیگا۔ اور کسی خاص جماعت کے اچھے اور بُرے خیالات کا پابند نہ ہونا پڑیگا۔ اور مسلمانوں کی صحیح رائے کمیشن تک پہنچ جائے گی۔

ترقی کرنے کا اصلی طریق

آخر میں مَیں تمام مسلمانوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہر قوم کی حالت اس کی اپنی کوششوں سے بدلتی ہے۔ جو قوم یہ چاہتی ہے۔ کہ دوسرے لوگ ہماری حالت کو بدلیں اور ہمیں اُبھاریں۔ وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ کمیشن کا موقع بے شک ایک اچھا موقع ہے۔ اور اس سے ہمیں فائدہ اُٹھانا چاہیئے لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دنیا بھر کی کششیں بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ جب تک ہم پختہ ارادہ اور عقد ہمت کے ساتھ اپنی اصلاح کے لئے خود آپ کھڑے نہ ہو جائیں۔ قانون ہمیں کبھی آزاد نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اقتصادی طور پر اور تمدّنی طور پر بھی ہم آزاد نہ ہوں۔ مَیں نے پچھلے دنوں تحریک کی تھی۔ کہ مسلمان اپنی اقتصادی آزادی کیلئے کوشش کریں۔ اور الحمدللہ اس تجویز سے ہزاروں جگہوں پر مسلمانوں کی دوکانیں نکلیں۔ اور لاکھوں روپیہ مسلمانوں نے کمایا لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ پھر اس بات میں سُستی ہو رہی ہے۔ بد قسمتی سے مسلمان جب اُٹھتے ہیں۔ جوش سے اُٹھتے ہیں۔ مگر پھر جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ جب تک مستقل کوشش جاری نہ رہیگی۔ اسوقت تک کامیابی نہ ہوگی مَیں اپنے بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ اپنے دلوں میں غور کریں۔ کہ جن لوگوں سے انہوں نے دوکانیں کھلوائی تھیں۔ انکا ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرا کے اب جو وہ ان کی مدد سے دریغ کر رہے ہیں۔ اور ان کی دوکانوں کو چھوڑ کر دوسری دوکانوں پر جا رہے ہیں۔ اس کا اثر قوم کے اخلاق پر کیا پڑیگا۔ اور آیندہ نسلیں اس سے کیا سبق حاصل کریں گی۔ بس اگر حریت چاہتے ہو۔ اگر آزاد زندگی کی تڑپ رکھتے ہو۔ اگر پھر ایک دفعہ دنیا میں عزت کا سانس لینا چاہتے ہو۔ تو خدارا ان سُستیوں اور بے استقلالیوں کو چھوڑ دو۔ تعاون باہمی کی عادت ڈالو۔ اور نقصان اُٹھا کر بھی اپنے بھائی کا فائدہ کرو۔ تب اور صرف تب آپ اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم وہ کتاب ہے جو تمام ملکوں کے تمام لوگوں کیلئے قیامت تک دستور العمل ہے اور قرآن کریم ہی دین متین یعنی اسلام کی بنیاد ہے رسول کریم کی عملی تفسیر ہے۔ شریعتِ غرّا قرآن کریم کی صورت میں رسولِ پاکؐ پر نازل ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ صلعم قرآن کریم کے احکام پر عمل کر کے ہی لوگوں کو سکھاتے ہیں دینِ اسلام قرآن کے باہر اور کچھ بھی نہیں۔ اور چونکہ یہ کتاب قیامت تک کیلئے ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک میں ہی قرآن کریم جمع ہو۔ ایسا نہ ہونیکی صورت میں ممکن ہے کہ کسی آیت کے متعلق اختلاف پیدا ہو یا اگر اختلاف پیدا نہ بھی ہو۔ تب بھی تاریخی لحاظ سے اسکی یہ حیثیت نہیں ہوتی جو رسول اللہ صلعم کے وقت میں جمع کرنے سے ہے۔ پس ایک لمحہ کیلئے بھی کسی کے دل میں یہ خیال نہیں گذر سکتا کہ رسول اللہ صلعم نے قرآن کریم کے جمع کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا ہو اور جمع کرنیکے کام کو اپنے اوّلین فرائض میں سے نہ سمجھا ہو پہلے ہم نے ثابت کیا ہے کہ اس زمانہ میں لکھنے کے آلات موجود تھے لوگ کتابیں لکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلعم بھی قرآن کریم لکھواتے تھے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ رسول اللہ صلعم نے قرآن کریم کو جمع نہ کیا ہو۔ خود اِنَّ عَلَیْنَا۔۔۔۔۔الخ کی آیت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ قرآن کریم کا جمع کرنا اور اسکا نبی کریم صلعم کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ پس جب ہم اسکو پڑھ چکیں تو تم اسکے پڑھنے کی پیروی کیا کرو۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا نزول اور اسکا جمع دونو وحی الٰہی کا کام ہے۔ اور یہ خدا کا حکم ہے تو کسطرح سے ہم مان سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اس عظیم الشان کام کو نہ کیا ہو۔ سو اسی آیت سے قرآن کریم کا باترتیب جمع ہونا اور لکھا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اسکے بعد جب ہم حدیث و تاریخ کی اوراق گردانی کرتے ہیں تو بھی کھلے الفاظ میں اس امر کا ثبوت ملتا ہے حضور انور صلعم کے عہدِ مبارک میں قرآن کریم ایک کتاب کی صورت میں جمع ہوا تھا۔ ذیل میں اس امر کے ثبوت میں چند حوالجات پیش کیے جاتے ہیں (۱) بخاری فضائل القرآن عن انسؓ ابن مالک قال مات النبی صلعم و لم یجمع القراٰن غیر اربعۃٍ ابو الدرداء معاذ ابن جبلٍ زیدٍ ابن ثابت ابن زید و نحن ورثناہٗ۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے حین حیات میں ان چار شخصوں نے جمع کیا ہے یہ متفق علیہ صحیح حدیث ہے جسپر کسی قسم کی جرح نہیں۔ اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے جمع کا معنی ہرگز ہرگز حفظ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ کثیر التعداد صحابہؓ نے قرآن کریم کو رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں حفظ کر لیا تھا۔ کما مرّ سابقًا۔ سو جمع قرآن کا معنی تمام قرآن مجید کا ایک جا کتابی صورت میں لکھا جانا ہی ہو سکتا ہے۔ دوئم یہ کہ چار شخصوں نے یقینی طور پر رسول اللہ صلعم کی وفات سے قبل قرآن کریم کو ایک کتاب میں لکھ لیا تھا جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ عبادہ ابن صامت نے بھی آنحضرت صلعم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقصد میں کامیاب ہونگے۔ سائمن کمیشن نہیں۔ بلکہ خود آپ کی اَن تھک کوششیں اور بے نفس قربانیاں آپ کو کامیابی کے مقام پر کھڑا کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو +

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

جانِ پدر

یہ اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم نے اپنے فرزند ارجمند شیخ محمود احمد صاحب کو لکھے جبکہ وہ مصر میں زبان عربی سیکھ رہے تھے اور اسی سلسلہ میں تبلیغ احمدیت کے فرائض بھی ادا کرتے تھے۔

یہ مجموعہ اس قابل ہے کہ ہر احمدی باپ اپنے بیٹوں کو پڑھائے۔ کیونکہ اسمیں بتایا گیا ہے کہ ایک مخلص احمدی والد اپنے بیٹے سے کیا کیا توقعات رکھتا ہے اس سے کیا چاہتا ہے۔ اور کس طرح پر اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی موقعہ اسکی تعلیم و تربیت کا ہاتھ سے جانے نہ دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتِ قدسیہ نے نفوس کو کس مقام روحانیت پر پہنچا دیا ہے اس کا اندازہ آپکو انہی خطوط سے ہو سکتا ہے۔ کس طرح پر دنیا میں رہ کر دنیا سے زہد اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر وقت دین کا بول بالا کرنے کی فکر میں رہنا لازم ہے۔ پھر انہی مکتوبات سے یہ بھی واضح ہو گا کہ نظام سلسلہ اور خلافت سے وابستگی کتنی ضروری ہے شیخ صاحب بحالیکہ خود ان دنوں سکندرآباد میں تھے مگر وہ اپنے بیٹے کو دارالامان کی خبریں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کے درس کی کیفیت لکھتے تھے۔ یہ وہ روح ہے جو اپنے بچوں میں پیدا کرنی چاہیئے اور جس پر تمام کامیابیوں کا مدار ہے۔ الغرض ان مکتوبات کی سطر سطر لفظ لفظ میں قومی ترقی کے اسرار پنہاں ہیں دیدۂ بینا چاہیئے میں تفصیل سے لکھنا چاہتا تھا۔ مگر بعض مصروفیتوں کی وجہ سے معذور رہوں۔ حجم ۸۴ صفحے انوار احمدیہ بکڈپو محمود منزل قادیان کے پتے سے طلب کریں +

احباب کرام!

یہ اس سال کا پہلا نمبر ہے مہربانی فرما کر آپ اپنے رسالہ کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ دیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا کر دیں کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار کم از کم دس ہزار ہونے چاہئیں۔ یہ مطالبہ سنہ ۱۹۰۲ء کا ہے۔ جبکہ جماعت کی تعداد قلیل تھی آج سنہ ۱۹۲۷ء میں ہمارا کیا فرض ہے۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ انگریزی ریویو لنڈن سے نکلتا ہے اسکی اشاعت کا بھی خیال رکھنا لازمی ہے +

(مینیجر ریویو آف ریلیجنز اردو قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے عہدِ مبارک میں پورا قرآن لکھا تھا چنانچہ تہذیب التہذیب جلد ۵ صفحہ ۱۱۲ میں انکے متعلق لکھا ہے. ھو احد من جمع القرآن فی زمن النبی صلعم فارسلہ عمرؓ الی فلسطین یعلم اھلھا القرآن فاقام بھا الی ان مات. وہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے نبی کریم صلعم کے زمانہ میں پورا قرآن لکھا تھا حضرت عمر رضؓ نے انکو فلسطین بھیجا تھا تاکہ فلسطین کے لوگوں کو قرآن سکھائیں۔ وہ وہاں اپنی موت تک مقیم رہے۔

(۳) ابن سیرین کا بیان ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کے زمانہ میں پورا قرآن لکھا گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں احد من جمع القرآن علیٰ عھد رسول اللہ صلعم و عرض علیہ القرآن مغیرۃ ابن شھاب المخزومی ابو عبد الرحمٰن زلرابن جیش ابو الاسود حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے رسول کریم صلعم کے زمانہ میں قرآن مجید جمع کیا اور ان روایات سے ثابت ہوا کہ اور بھی لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں قرآن مجید جمع کیا تھا ان چار شخصوں کے متعلق تو کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حدیث کئی طرح سے مروی ہے۔

علماء اسلام میں سے بہت سے بزرگ یہی مذہب رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے وقت میں تمام قرآن مجید لکھا گیا تھا۔ ذکر السید الاجل المرتضیٰ علم الھدیٰ ذو المجد ابو القاسم علی ابن الحسین الموسوی ان القرآن کان علیٰ عھد رسول اللہ صلعم مجموعاً مؤلفاً علیٰ ما ھو علیہ الآن واستدل علیٰ ذلک بان القرآن کان یدرس و یحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان وانہ کان یعرض علی النبی صلعم و یتلیٰ علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ کعبد اللہ ابن مسعود و ابی ابن کعب غیرھم ختم القرآن علی النبی صلعم عدۃ ختمات وکل ذلک بادنیٰ تامل یدل انہ کان مجموعاً مرتباً غیر منشورۃ ولا مبثوث (تفسیر جمع البیان طبری، تفسیر روح البیان) فرمایا قرآن کریم رسول اللہ صلعم کے عہد میں ایک جا با ترتیب اسی طرح سے لکھا ہوا تھا جیسا کہ اسوقت ہے۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ تمام قرآن کریم کا درس دیا جاتا تھا اور حفظ کیا جاتا تھا اور یہ کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کیا جاتا تھا اور پڑھ کر سنایا جاتا تھا۔ اور صحابیوں کا ایک گروہ مثلاً عبد اللہ بن مسعود ابی ابن کعب نے رسول اللہ صلعم کے پاس قرآن کریم کو کئی مرتبہ ختم کیا یہ ادنیٰ تامل سے ثابت کرتا ہے۔ کہ قرآن کریم رسول اللہ صلعم کے وقت ایک جا مرتب کیا ہوا تھا نہ کہ متفرق طور پر۔ دوسرا

(۴) قال الشیخ محی الدین نووی فی کتاب البیان و ادعیٰ جملۃ القرآن ان القرآن العزیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کان مؤلفاً فی زمن النبی صلعم علیٰ ما ھو فی المصاحف الیوم۔ شیخ محی الدین نووی اپنی تصنیف البیان فی آداب حملۃ القرآن میں لکھتے ہیں۔ کہ قرآن شریف نبی کریم صلعم کے زمانہ میں اسی طرح سے مرتب مؤلف تھا جس طرح کہ آج مصاحف میں ہے۔ فاضل محمد ابن الحسن حر عاملی شیعی لکھتے ہیں

(۳) ہر کسے کہ تتبع اخبار و تخصیص تاریخ و آثار نمودہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت و اعلیٰ درجہ تواتر بودہ و آلاف صحابہ حفظ و نقل مے کردند آں در عہد رسول خدا مجموعہ مؤلف بود۔ جس شخص نے حدیث و تواریخ کی تحقیقات کامل غور سے کی ہے وہ یقینی علم سے جانتا ہے کہ صحابہ اسکو نقل اور حفظ کرتے رہے اور وہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں جمع شدہ اور تالیف شدہ تھا۔

(۴) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی مشہور تصنیف ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ جمع کرد قرآن بحضور آنحضرت و ترتیب دادہ بود آنرا لیکن تقدیر مساعد شیوع آں انتشار (واخرج ابو عمر عن محمد بن کعب القرظی قال کان ممن جمع القرآن علیٰ عھد رسول اللہ صلعم وھو حی عثمان ابن عفان و علی ابن ابی طالب و عبد اللہ ابن مسعود من المھاجرین وسالم مولی ابی حذیفۃ۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے قرآن مجید جمع کیا اور ترتیب دیا گیا تھا مگر تقدیر نے اسکی اشاعت کی مدد نہیں کی۔ ابو عمر نے محمد ابن کعب القرظی کی روایت سے نکالا ہے۔ کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں قرآن کریم کو جمع کیا تھا وہ ایک گروہ ہے۔ یعنی عثمان ابن عفان علی ابن طالب مہاجرین میں سے اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ۔

(۵) واصح عن عائشۃ رض اعطیت مکان التوراۃ السبع المثانی و اعطیت مکان الزبور المئین و اعطیت مکان الانجیل السبع المثانی وفضلت بالمفصل و فیہ دلالۃ علیٰ ان القرآن کان مؤلفاً من ذالک الوقت و انما جمع فی المصحف علی الشیٔ واحد۔ حضرت عائشہ رض سے صحیح طور پر مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے توریت کی بجائے قرآن میں سات بڑی سورتیں دی گئی ہیں اور بجائے زبور مئین دیئے گئے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن مجید رسول اللہ صلعم کے عہد میں ترتیب دیا گیا تھا۔ اور ایک ہی مصحف میں جمع کیا گیا تھا ٭

ریویو اردو کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض اولین ہے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام امن و سلامتی کا مذہب

آج سے چند سال قبل کی ہندوستان کی سیاسی تاریخ پر نظر ڈالو۔ تو آپکو سب لوگ ہندو مسلم اتحاد کا ڈنکا بجاتے اور صلح و آشتی کی ندا پکارتے نظر آئینگے۔ مگر چند ہی سالوں میں وہ سب اتحاد کافور ہو گیا۔ اور امن و سلامتی کا دور دورہ کہانی ہو گیا۔ اسکی کیا وجہ تھی۔ صرف یہی کہ یہ صلح بعض سیاسی اغراض کو مدِنظر رکھ کر کی گئی تھی۔ اور منافرت کے اصل اسباب کا ازالہ نہ کیا گیا تھا۔ ہر فریق کا یہی خیال تھا کہ اس صلح کے نتیجہ میں ہم کو ہندوستان میں سیاسی غلبہ حاصل ہو جائیگا۔ اور ہم فریق ثانی کو جلد ہندوستان سے باہر نکال دینگے۔ مگر جلدی ہی اصل حقیقت دونو پر واضح ہو گئی۔ اور ہندوستان پھر ایک دفعہ ہندو مسلم فسادات اور انتہائی منافرت کا تختۂ مشق بن گیا۔ چنانچہ موجودہ فضا ہی بہت حد تک مکدر ہو چکی ہے۔ اور ہر طرف سے فسادات کی خبریں آرہی ہیں۔ کہیں جلوس نکالنے کا جھگڑا۔ کہیں مسجد کے آگے باجا بجانے کا قضیہ۔ کہیں گائے کی قربانی کا قضیہ اور کہیں شدھی اور سنگٹھن کا سوال در پیش ہے۔ مگر آخر ان فسادات اور منافرت کی کوئی وجہ بھی ہے بعضوں کا خیال ہے۔ کہ یہ سب کچھ مذہب ہی کرا رہا ہے۔ کیونکہ مذہب کے نام پر اپیل زیادہ مؤثر ہوتی ہے اور جذبات کو ابھارنا آسان ہوتا ہے۔ اسلئے ملک کے راہنما مذہب کے نام پر اپیل کرکے لوگوں کے جذبات کو ابھارتے ہیں۔ اور لوگ مذہبی جوش میں اندھے ہو کر فساد پر جلد آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انکا خیال ہے کہ مذہب کو ہی سرے سے جواب دے دیا جائے۔

یہ بدیہی امر ہے کہ کوئی مذہب بھی آپسمیں دنگہ فساد کرنے اور لڑنے جھگڑنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ مذہب تو دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کا موجب ہے۔ اور اس کا سہرا اللہ تعالیٰ کی ان پاکیزہ ہستیوں اور بزرگوں کے سر پر ہے۔ جنہوں نے مختلف مذاہب کی بنیاد ڈالی۔ اور اس طرح مختلف وقتوں میں مختلف قوموں کے درمیان ان کے ذہنی ارتقا کے مطابق آپسمیں صلح اور امن کے ساتھ رہنے کی تلقین کی۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بعض مذاہب کے نام نہاد لیڈروں اور انکی مزعومہ مذہبی کتب کی یہ تعلیم ہے کہ جو کوئی شخص الہامی کتاب کی توہین کرے۔ اسکو ملک سے نکال دو۔ اور یہ بھی درست ہے کہ بعض نام نہاد مذہبی جماعتیں (جو کہ اصل میں ایک سیاسی گروہ ہے) مذہب کے نام پر اپنی سیاسی اغراض کو پورا کرنا چاہتی ہیں اور اس طرح وہ تبلیغ کی آڑ میں ہندوستان میں سیاسی غلبہ حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مذہب ایسے طریق سکھاتا ہے۔ باقی رہا یہ خیال کہ چونکہ مختلف فرقوں کی تبلیغی کوششوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فساد پھیلتا ہے۔ اس لئے کسی فرقہ کا نام لیکر تبلیغ نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ عام اخلاقی باتوں کی تلقین ہو۔ اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ جائز طریق سے تبلیغ کرنے سے ہرگز فساد نہیں پھیلتا۔ ہاں اگر تبلیغ میں بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنیکے دوسرے مذہب کی برائیاں بیان کی جائیں۔ اُن کے بانیوں کو گالیاں دی جائیں۔ اُنکی ہتک کی جائے۔ اور وہ باتیں ان کی طرف منسوب کی جائیں۔ جو ان کے مسلّمات کے خلاف ہوں۔ یا پھر اگر تبلیغ میں کوئی لالچ دیا جائے۔ یا حکومت کے دباؤ سے لوگوں کو جبراً اپنے مذہب میں داخل کیا جائے۔ تو ضرور دوسروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے۔ اور ملک میں فساد پڑتا ہے۔

آجکل بعض لوگ اس خیال کے بھی پائے جاتے ہیں۔ کہ کسی فرقہ کا نام لیکر تبلیغ نہ کی جائے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ یہی لوگ جو چاہتے ہیں کہ فرقہ بندی نہ رہے۔ درحقیقت فرقہ بندی کے بڑے مؤیّد ہیں۔ کیونکہ انکا یہ کہنا کہ کسی فرقہ کو اپنے مذہب کی تلقین نہ کرو۔ دوسرے لفظوں میں یہ معنی رکھتا ہے کہ جو فرقے بنے ہوئے ہیں۔ انکو اسی طرح رہنے دو۔ گویا فرقہ بندی کا سلسلہ تاقیامت چلتا جائے۔ تبلیغ تو درحقیقت فرقہ بندی کو مٹانے کا واحد ذریعہ ہے۔ کیونکہ تبلیغ اور مذہبی تحقیق کے ذریعہ سے لوگ ایک فرقہ کی خوبیوں کو دیکھ کر ایک ہاتھ پر جمع ہو کر بھائی بھائی بنکر رہ سکتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا مذہب ان مشکلات میں ہماری راہنمائی کریگا۔ اور وہ موجودہ فسادات اور منافرت کا علاج اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایک کامل مذہب کا یہ فرض ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی طبعی ضرورت کو پورا کرے۔ اور ہر مشکل کا حل پہلے سے ہی اسکے اندر موجود ہو۔

مَیں یہ بتا چکا ہوں کہ یہ بات غلط ہے۔ کہ مذہب فساد کی تعلیم دیتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے بانیوں نے اسکی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ اسکے برخلاف وہ صلح و امن سے رہنے کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ اور لوگوں میں رواداری کا مادہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

جتنے انبیاءؑ پہلے گذر چکے ہیں۔ ان سب نے اپنے اپنے وقت میں۔ مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے لوگوں میں ان کے ذہنی ارتقا کے مطابق آپسمیں صلح اور محبت سے رہنے کا مادہ پیدا کیا۔ جوں جوں انسان کا ذہنی ارتقا ہوتا گیا۔ آپس میں آمد و رفت کے ذرائع بھی پیدا ہو گئے۔ اور عجیب عجیب قسم کی نیکیاں۔ اور بدیاں بھی پیدا ہو گئیں۔ جن کا پہلے نام و نشان نہ تھا۔ اور جو ذہنی ارتقاء کے غلط استعمال کا لازمی نتیجہ تھا۔ ایک مکمل اور جامع تعلیم کی ضرورت پڑی۔ جس میں مختلف ملکوں کے بین الاقوام تعلقات کا بھی لحاظ ہو۔ پس اس حکیم اور علیم خدا نے جو ہمیشہ لوگوں کی نئی حالت اور ضرورت کے مطابق اپنا نسخہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدلتا آیا ہے۔ پھر ایک دفعہ لوگوں کی ذہنی ترقی۔ اور نئی ضرورتوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے۔ آج سے ۱۳۰۰ سال قبل ایک روحانی نسخہ عطا کیا جو اپنی ذات میں مکمّل اور جامع تھا۔ اور جس میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی گئی۔ جس کی انسان کو خواہ کتنی ذہنی ترقی کر جائے تا قیامت ضرورت پڑے۔

پس پہلا شخص جس نے تمام دنیا کو صلح اور امن سے رہنے کی تلقین کی۔ اور ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی تعلیم دی۔ وہ پاکیزہ ہستی عرب کے ریگستان میں پیدا ہوئی۔ اور اس نے اس ملک سے اس آواز کو بلند کیا۔ جو اپنی جہالت پر فخر کرتے۔ اور تہذیب و تمدّن میں حیوانوں سے بھی گرے ہوئے تھے۔ (یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ آواز کسی ورثہ میں ملے ہوئے خیال کے ارتقاء کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ یہ کسی عالم الغیب ہستی کے نور کی جھلک تھی) پس لوگوں کو حقیقی رواداری۔ صلح آشتی۔ محبت و امن کی تعلیم دینے والا وہ شخص ہے جس پر تمام ملائکہ اور لوگوں میں سے اکثر درود سلام بھیجتے یعنی تمام پاکیزہ ہستیوں کا سردار سید ولد آدم۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم جس کے لئے رحمۃ للعالمین کا لفظ خدا نے استعمال کیا۔ اور وہ کتاب جو تا قیامت تمام دنیا کے لئے آخری اور مکمّل ہدایت نامہ ہے۔ اس کا نام قرآن کریم ہے۔

پس اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس پر چلکر تمام بنی نوع انسان میں حقیقی صلح اور سچّی رواداری پیدا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسلام کا ہی یہ دعویٰ ہے کہ وہ تمام دنیا کے لئے ہے۔ باقی مذاہب کے پیرو اپنے منہ سے بے شک تمام دنیا کیلئے ہونیکا دعویٰ کریں۔ مگر یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہوگا جبتک خود انکی الہامی کتاب اس بات کا دعویٰ نہ کرے۔ پس جبتک تمام دنیا کے لوگ ایک ہاتھ پر جمع نہ ہوں۔ اور ایک راستباز ہستی کو اپنا روحانی باپ تسلیم نہ کریں۔ وہ کبھی بھائی بھائی ہوکر نہیں رہ سکتے۔

۲- پھر اسلام کا خدا رب العالمین ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں بلکہ ہندو۔ عیسائی۔ یہود۔ زرتشتی سب کا خدا ہے۔ اس کا فیض عام ہے۔ جس طرح مسلمانوں کا خدا اپنی صفت رحمانیت کے ماتحت سب کو بلا مبادلہ انعامات بخش رہا ہے۔ یعنی اسکا سورج مومن و کافر سب پر یکساں چمکتا ہے۔ اور سب کی یکساں کھیتیاں پکاتا ہے۔ اسکا چاند۔ مسلم و غیر مسلم سب کے لئے یکساں نفع رساں ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی کتاب بھی سب کے لئے یکساں نفع رساں ہے۔ اور وہ اپنی تعلیم کو کسی خاص قوم اور ملک کے لئے محدود نہیں کرتی۔

۳- پھر اسلام اس لحاظ سے بھی تمام دیگر مذاہب سے ممتاز ہے کہ اس نے سب سے پہلے دنیا کو اتحاد بین الاقوام کا سنہرا اصول سکھایا۔ اور وہ ایسا عقیدہ ہے کہ دنیا اگر آج اسپر قائم ہو جائے۔ تو فرقہ وارانہ منافرت۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہ فروری کا رسالہ وی پی ہوگا

اُردو ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کے نام ماہ فروری کا رسالہ ۵ رفروری کو ۱۹۲۸ء کا چندہ پیشگی وصول کرنیکے لئے وی پی کیا جائیگا۔ بعض ایسے احباب بھی ہونگے جنہوں نے تاحال ۱۹۲۷ء کا چندہ ادا نہیں کیا وہ یہ سمجھ لیں کہ ہم سے بقایا سال ماسبق وصول کیا جا رہا ہے۔

بہرحال میں اُمید کرتا ہوں کہ برادرانِ ملّت ازراہِ مہربانی وی پی وصول کرکے شکریہ کا موقعہ دینگے جو اصحاب کسی وجہ سے وی پی واپس کریں۔ وہ مہربانی کرکے اس بارے میں اطلاع دیدیں کہ رسالہ انکے نام جاری رہے یا بند کر دیا جائے بصورت انکاری کسی قسم کا خط وصول نہ ہونے پر یہی سمجھا جائیگا کہ خریداری رہے +

نقشہ اُجرت اشتہار

ریویو آف ریلیجنز اردو کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اسکو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور پھر اسکے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔
ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۲ روپے
چھ ماہ	″	۲۳ روپے	″	۱۲ روپے
تین ماہ	″	۱۲ روپے	″	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴½ روپے نصف صفحہ ۲½ روپے فی سطر ۴ر

مینیجر ریویو آف ریلیجنز اُردو قادیان

وصیّت نمبر ۲۶۳۵

میں ڈاکٹر محمد علیخاں ولد میاں میراں بخش صاحب قوم میر ساکن شیخپور ضلع گجرات (حال وارد ممباسہ افریقہ) بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ رجون ۱۹۲۷ء کو اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک پلاٹ دو کنال زمین کا دارالرحمت قادیان میں ہے۔ جو مبلغ ۲۰۰ روپیہ کو میں نے خرید کی ہے۔ اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ماسوائے اسکے اور کوئی جائداد نہیں میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے جو کہ مبلغ ۲۰۰ شلنگ ماہوار ہے۔ علاوہ اسکے پرائیویٹ پریکٹس بھی ہے جس کی آمدنی غیر متعین ہے۔ میں تازیست اپنی آمدنی کا جو بھی ہوا کریگی۔ دسواں حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز جو رقومات حصہ جائداد کے طور پر بکار وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے اسکی رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقومات کو میری جائداد متروکہ کے حصہ موجودہ سے منہا کی جائے۔ یکم مئی ۱۹۲۷ء سے میرا عملدرآمد ہوگا
والسّلام العبد خاکسار محمد علیخاں احمدی ہومی سب اسسٹنٹ سرجن ممباسہ۔ گواہ شد ڈاکٹر علیخاں ٹھیکیدار کلکتہ ٹی۔
گواہ شد میر عنایت اللہ خاں پسر موصی

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی

کف و کھانسی کی دوا

کھانسی ام الامراض ہے یہ مثل بالکل درست ہے کیونکہ کھانسی کی وجہ سے مختلف مرض پیدا ہوتا ہے سردی کے ابتداء میں کھانسی ہوتی ہے۔ اگر بروقت علاج نہ کیا گیا۔ تو سانس کی نلیوں میں بلغم جمع ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ دم کی رکاوٹ پسلیوں میں درد۔ بخار۔ دق۔ سل۔ مراق وغیرہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا سردی یا کھانسی شروع ہوتے ہی مناسب دوا کرنا لازم ہے ایسے مہلک مرض کا قلع قمع کرنے کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی ایجاد کردہ کف و کھانسی کی دوا از حد مفید ہے وقت ضرورت کے لئے ہر گھر میں اسکی ایک شیشی موجود رکھنی چاہیئے۔ قیمت فی شیشی کلاں ایک روپیہ چار آنے (عہ/۱) خوردہ دس آنے (۱۰/) محصولڈاک و پیکنگ ۸ر ۹/۶ر

دمہ دم کے ساتھ ہے۔ یہ بات صریح غلط ہے

کیونکہ ڈاکٹر برمن کی ایجاد کردہ "دمہ کی دوا" عرصہ ۲۴ سال سے ہندوستان کے ہر حصہ میں مفید ثابت ہوئی اور لاکھوں مریض ہر سال شفا پا رہے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مریض بازاری زیادہ نشیلی اجزاء دھتورہ۔ بھنگ۔ بلاڈونا۔ پوٹاس وغیرہ مضر اشیاء آمیز دوا استعمال کرکے بجائے فائدہ کے نقصان اٹھا کر مایوس ہو بیٹھتے ہیں۔ اور عمر غیر طبعی میں مارے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کی کیمیائی اصول سے بنائی "دمہ کی دوا" ایک بیش قیمت جوہر ہے۔ اسکی ایک ہی خوراک سے دمہ موقوف ہو جاتا ہے اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے نابود ہو جاتا ہے۔ اور کبھی دمہ کا دورہ نہیں ہوتا ایک دفعہ آزما کر دیکھئے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/۱) محصولڈاک چھ آنہ (۶/)

مفصل حال دریافت کرنے کے لئے بڑی فہرست مفت منگا کر دیکھئے

نوٹ:۔ ہماری دوائیں ہر ایک دوکاندار اور ہمارے ایجنٹوں کے پاس ملتی ہیں دوا منگانے سے پہلے آپ اپنے مقام کے دوکاندار سے دریافت کیجئے

ڈاکٹر ایس کے۔ برمن پوسٹ بکس ۵۴۴ نمبرہ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ کی ضرورت ہے قواعد کے لئے درخواست کریں